گورمکھ سنگھ اور اُس کے دوست مصر بیلی رام توشہ خانے کو پکڑ لیا اور شیخ امام الدین کی حراست میں دیدیا جس نے ان دونوں کو مار ڈالا۔ بھائی رام سنگھ اپنے حریف گورمکھ سنگھ سے بہت زیادہ قابل آدمی تھا مگر اُسکے اطوار پسندیدہ نہ تھے۔ دونوں سیاہ باطن اور مفتری تھے اور دونوں نے اپنی افترا پردازیوں اور سازشوں کے لئے مذہب کو پردہ بنا رکھا تھا*

گورمکھ سنگھ کی وفات کے بعد خاندان کی تمام جاگیریں ضبط ہوگئیں اور اُن کے تمام مکانات اور ذاتی جائداد چھین لی گئی - بھائی پردمن سنگھ اور اُس کے بھائیوں کے امرتسر میں قید کرکے بیڑیاں ڈال دی گئیں اور اُن کے ساتھ نہایت تشدد کیا گیا - شہر کی مذہبی انجمنوں نے ان کو چھڑانے کی بہت سی کوششیں کیں اور آخرکار پردمن سنگھ نے بھاگنے کا انتظام کرلیا اور اپنے سب سے چھوٹے بھائی ارجن سنگھ کو ساتھ لیکر لدھیانہ کی طرف فرار ہوگیا جہاں سرکار انگریزی کی حفاظت میں اُس وقت تک رہا جبکہ ہیرا سنگھ کے قتل ہوجانے کی وجہ سے اسے لاہور واپس آنے کا موقع ملا چاروں بھائیوں کے نام ان کی ضلع امرتسر کی جاگیروں کا ایک حصہ جو ۸۸۴۵ روپیہ کی مالیت کا تھا واگزار ہوا - اس کے بعد بھائی پردمن سنگھ اپنے باپ کا کریا کرم کرنے کے لئے ہردوار روانہ ہوا اور اس کے ساتھ وعدہ کیا گیا کہ واپسی پر گورمکھ سنگھ کی دوسری جاگیریں بھی مل جائینگی - اس کی واپسی پر اس کے امرتسر والے مکانات اس کو دیدئے گئے اور اگر اُس وقت جبکہ اس کا معاملہ زیر تجویز تھا انگریزوں کے ساتھ لڑائی نہ چھڑ جاتی اور اس لڑائی کے بعد ۱۸۴۹ء میں سکھوں کا ملک انگریزی علاقے میں شامل ہوجاتا تو غالباً وہ اپنی باقی جائداد بھی واپس لے لیتا - موچھل اور رکلیر گھماں

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
GSL

رہا کیونکہ اس کا دشمن بھائی رام سنگھ مہاراجہ کا خاص مُنہ لگا مصاحب تھا۔ نونہال سنگھ کے ہاں اس کا اس سے بھی کم رسوخ تھا اور جب شہزادہ مذکور مارا گیا تو وہ بڑی سرگرمی سے شہزادہ شیر سنگھ کا طرفدار بن گیا جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ رام سنگھ مائی چاند کور کی مخالف جماعت کا سرگروہ تھا ٭

شیر سنگھ مہاراجہ ہو کر گورمکھ سنگھ کی خدمات کو نہیں بھولا۔ وہ اس کا بڑا لحاظ کرتا تھا اس کو بہت سی جاگیریں عطا کیں۔ مگر اصلی اختیارات وزیر راجہ دھیان سنگھ نے اپنے ہاتھ میں لے رکھے تھے۔ مہاراجہ گو دھیان سنگھ سے نفرت کرتا تھا اور جانتا تھا کہ سکھوں کی قوم اسے اچھا نہیں سمجھتی پھر بھی اس سے اپنا پیچھا نہ چھڑا سکتا تھا چنانچہ اس نے گورمکھ سنگھ کو اس کے مقابلے پر کھڑا کیا۔ بھائی مذکور اپنی مذہبی بزرگی اور مہاراجہ کے ساتھ ایک عرصے کی دوستی کی وجہ سے اُس کے حضور سے خارج نہ ہو سکتا تھا مگر اور معاملات میں وزیر اور بھائی میں برابر کا مقابلہ نہ تھا۔ گورمکھ سنگھ کی طرفدار کوئی طاقتور جماعت نہ تھی اور نہ ہی اس میں کوئی خصوصیت یا لیاقت تھی برعکس اس کے راجہ دھیان سنگھ اگرچہ علانیہ اپنے دشمنوں پر وار کرنے اور اُن کے تباہ کرنے میں اعتدال سے زیادہ دلیری کر بیٹھتا تھا۔ پھر بھی وہ اپنے زمانے کا نہایت قابل۔ تیز فہم۔ ظاہردار اور محتاط آدمی تھا۔ شیر سنگھ کے دوران حکومت میں بھائی راجہ دھیان سنگھ کے درپے رہا اور اُس کی جان لینے کے لئے جو سازش کی گئی اُس میں سندھانوالیوں کے ساتھ شریک ہوا۔ جب راجہ ہیرا سنگھ مقتول وزیر کے بیٹے کو عروج حاصل ہوا تو اس نے بھائی رام سنگھ اور لال سنگھ کے ایما پر

CSL

پر اس نے کارہائے نمایاں کئے۔ ۱۸۲۱ء کی لڑائی میں مہاراجہ ایک چھوٹے سے قلعہ کا جو مانگیرا جاتے ہوئے سڑک پر واقع تھا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہ یکایک آسمان پر اندھیرا چھا گیا اور ایک سخت طوفان آیا۔ رنجیت سنگھ ہوا کے ایک تند جھونکے سے اُس کھائی میں جا پڑا جہاں سے توپخانہ جوڑنے کے لئے مٹی نکالی گئی تھی۔ سنت سنگھ نے مہاراجہ کو گرتے ہوئے دیکھا اور اپنے فائدے کی اُمید پر خندق میں کود پڑا اور مہاراجہ کو اُٹھا کر بہادری سے اپنے خیمے میں لے گیا۔ اس خدمت کے عوض اس کو اضلاع امرتسر اور سیالکوٹ میں چھ ہزار آٹھ سو روپیہ مالیت کی جاگیریں ملیں۔ یہ قصہ سچا ہو یا جھوٹا۔ اتنی بات یقینی ہے کہ سنت سنگھ کی جاگیریں بیشمار تھیں اور یہ کہ وہ مہاراجہ کا بڑا منظور نظر تھا۔

قریب قریب اسی زمانے میں بھائی گوردا اس سنگھ جو دربار صاحب میں گرنتھ خواں تھا فوت ہو گیا اور سنت سنگھ نے اُس کی موت کے غم کے سبب سے دُنیا کو ترک کر دینے اور سری گورو گرنتھ کے پڑھنے اور اُسکے شلوکوں کی تفسیر کرنے میں مصروف ہونے کا ارادہ کر لیا۔ اس کی جگہ دربار میں اس کا بیٹا گورمکھ سنگھ داخل ہوا جو اپنے باپ کی طرح جلدی مورد الطاف شاہی ہو گیا۔ بھائی سنت سنگھ "گیانی" مشہور تھا اور اس کی موت کے زمانے تک اس کی بہت عزت رہی۔ اس نے رامائن کی ایک شرح اور رسم پوہل پر ایک رسالہ لکھا ہے ؀

جب پردمن سنگھ تیرہ سال کی عمر کا تھا تو مہاراجہ نے اسے اپنی ملازمت میں لے لیا اور کالیوال کی ۱۱۰۰ روپیہ مالیت کی جاگیر دی۔ بھائی گورمکھ سنگھ کا رنجیت سنگھ کی حین حیات میں کچھ بہت رسوخ نہیں

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
SL

بھائی گوربخش سنگھ کے بزرگ چنیوٹ ضلع جھنگ میں رہا کرتے تھے اور ان میں سے کئی مختلف اوقات میں ملتان کے مسلمان رؤسا کے ملازم رہے مگر اس خاندان کی ابتدائی تاریخ کوئی بھی اہمیت نہیں رکھتی۔ رام سنگھ سکھ ہوکر سری گورو گوبند سنگھ جی کا چیلا بنا۔ وہ اپنے علاقے میں مذہب سکھ کی بڑی سرگرمی سے تلقین کیا کرتا تھا یہاں تک کہ ملتان کے حکام کے کان کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس کو پکڑ لینے کا حکم دیا۔ مگر اس کو وقت پر خبر مل گئی اور بھاگ کر امرتسر آگیا۔ ناظم ملتان نے رام سنگھ کے اکلوتے بیٹے صورت سنگھ کو اپنی ملازمت میں رکھ لیا اور رام سنگھ یہ خیال کرکے کہ اب کوئی خطرہ نہیں رہا اپنے گھر واپس آگیا جہاں کچھ عرصے بعد فوت ہوگیا۔ اس کے بعد صورت سنگھ ملتان چھوڑ کر اپنے باپ کی طرح ملک میں سکھ مذہب کی تلقین کرتا پھرا اور اس کی اس کارروائی سے ایسے ہی شبہات پیدا ہوئے جیسے کہ اس کے باپ سے ہوئے تھے مگر وہ کسی تدبیر سے اپنا بہت سا مال و اسباب لیکر امرتسر بھاگ گیا اور وہ رئیس جو اس زمانے میں زور پکڑتے جاتے تھے اس کے طرفدار ہو گئے اور امرتسر کے سکھ مندر یعنی دربار صاحب کا اسے مہتمم مقرر کیا گیا۔ دوآبہ جالندھر میں اس نے تھوڑی سی جاگیر حاصل کی جہاں ایک قلعہ بنوایا اور اس کے بعد امرتسر واپس آکر مر گیا۔

۱۸۰۶ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے دوآبہ جالندھر کا میدانی علاقہ فتح کرلیا مگر اس نے سنت سنگھ کی جاگیر بحال رکھی اور رئیس کے باپ کی جگہ دربار صاحب کی شکست و ریخت و آراستگی کا کام اس کے سپرد کردیا۔ بھائی سنت سنگھ ادنے درجے کا سپاہی نہ تھا اور کئی موقع

بھائی گوربخش سنگھ

بھائی رام سنگھ

بھائی صورت سنگھ

۱ بھائی گورداس سنگھ

۲ بھائی سنت سنگھ
(وفات ۱۸۰۲ء)

۱ بھائی شیر سنگھ

بھائی جودھ سنگھ

۲ بھائی گورمکھ سنگھ
(وفات ۱۸۴۳ء)

۳ بھائی دیوا سنگھ

۱ بھائی پردومن سنگھ
(وفات ۱۸۷۵ء)

۲ بھائی مادھوسودھن سنگھ
(وفات ۱۸۶۴ء)

۳ بھائی بنا سنگھ

۴ بھائی ارجن سنگھ
(وفات ۱۸۶۳ء)

بھائی گوربخش سنگھ
(ولادت ۱۸۶۶ء)

بھائی جواہر سنگھ
(ولادت ۱۸۵۹ء)

۱ بھائی ہردیو سنگھ
(وفات ۱۸۶۶ء)

۲ بھائی گنشام سنگھ
(وفات ۱۸۹۰ء)

۳ بھائی جھنڈا سنگھ
(ولادت ۱۸۶۵ء)

۴ بھائی ہرجگت سنگھ
(ولادت ۱۸۸۸ء)

۱ بھائی صوبہ سنگھ
(ولادت ۱۸۸۶ء)

۲ بھائی سندر سنگھ
(ولادت ۱۸۹۶ء)

۳ بھائی سرندر سنگھ
(ولادت ۱۹۰۲ء)

۴ بھائی ہرندر سنگھ
(ولادت ۱۹۰۵ء)

بھائی سندر سنگھ
(ولادت ۱۸۹۲ء)

سردار بہادر بھائی دیال سنگھ
(ولادت ۱۸۶۶ء)

۱ بھائی ہرنرائن سنگھ
(ولادت ۱۸۸۵ء)

۲ بھائی جیون سنگھ
(ولادت ۱۹۰۶ء)

نے دی تھی ضبط ہو گئی ٭

سردار منگل سنگھ اچھا پڑھا لکھا اور آزاد خیال آدمی تھا یہ زیادہ تر اُسی کے رسوخ اور مثال قائم کرنے کی وجہ تھی کہ شہر امرتسر میں تعلیم نسوان عام اور باقاعدہ طور پر پھیلنے لگی ٭

سردار منگل سنگھ کا سب سے بڑا لڑکا گوردت سنگھ فروری ۱۸۵۸ء میں کرنیل ویبٹ صاحب بہادر سے ہوشیار پور میں اُس وقت ملا جبکہ کرنیل صاحب اودھ میں خدمات کے لئے ایک رسالہ بھرتی کر رہے تھے۔ گوردت سنگھ اس کا رسالدار بنایا گیا اور اودھ کی سوار پولیس میں اپنے افسروں کے حسب منشا اکتوبر ۱۸۵۹ء تک کام کرتا رہا پھر جب اس وقت رسالہ مذکور تخفیف میں آگیا تو وہ امرتسر واپس چلا آیا اور یہاں انسپکٹر پولیس بنا دیا گیا اور ۱۸۸۸ء میں ۱۲۰۰ روپیہ سالانہ پنشن پا کر اپنے عہدے سے سبکدوش ہوا۔ وہ میونسپل کمشنر آنریری مجسٹریٹ اور پراونشل درباری تھا۔ اسکے سنہ ۱۹۰۱ء میں فوت ہونے پر اس کا سب سے بڑا پس ماندہ بھتیجا بشن سنگھ ولد سچیت سنگھ جانشین ہوا۔ بشن سنگھ انسپکٹر پولیس اور ڈویژنل درباری ہے ۳۶۰۰ روپیہ کی جاگیر جو سردار منگل سنگھ کو علے الدوام عطا کی گئی تھی اب بشن سنگھ اور اُس کے چچیرے بھائی سندر سنگھ میں برابر تقسیم ہوتی ہے۔ سندر سنگھ پنجاب یونیورسٹی کا بی۔اے ہے اور اس نے رام گڑھیہ خاندان اور دربار صاحب امرتسر کی تاریخیں لکھی ہیں اس کا باپ شیر سنگھ چند سال ڈپٹی انسپکٹر پولیس رہا اور بشن سنگھ کا باپ سچیت سنگھ بھی منصف تھا ٭

سردار جتا سنگھ کی اولاد میں اور بھی بہت سے اصحاب فوج اور پولیس میں ملازم ہیں ٭

نوٹ۔ سردار بشن سنگھ اب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور پراونشل درباری ہیں ٭ (مترجم)

مہاراجہ شیر سنگھ کے عہد حکومت میں وہ زیادہ تر لہنا سنگھ کے ماتحت سکیت۔ منڈی اور کلو میں کام کرتا رہا اور ۱۸۴۶ء میں ستلج کی لڑائی کے ختم ہونے تک وہیں رہا۔ راجپوت رؤسا جن کا سرگروہ منڈی راجہ بلبیر سین تھا انگریزوں کے ساتھ لڑائی میں چپکے نہیں بیٹھے رہے تھے۔ اور اس وجہ سے سردار کو بہت کچھ کام کرنا پڑا مگر وہ اُس وقت تک اپنے علاقے میں اڑا رہا جبکہ ۹ مارچ ۱۸۴۶ء کو عہد نامہ ہوگیا اور جس کے بموجب وہ اپنے عہدے سے عزت کے ساتھ کنارہ کش ہوا۔

سکھوں کی دوسری لڑائی کے دوران میں سردار منگل سنگھ وفادار رہا اور سڑکوں کی حفاظت اور اضلاع امرتسر و گورداسپور میں امن قائم رکھنے میں اس نے بہت اچھی خدمات کیں۔ اس موقع پر اس کا بڑا کارنمایاں یہ تھا کہ اس نے مشہور و معروف باغی اور دھاڑوی ہری سنگھ کو پکڑا جس نے کچھ عرصے سے امرتسر کے اردگرد کے علاقے میں کھلبلی ڈال دی تھی۔ ہری سنگھ کو اس نے رنگڑ ننگل کے قریب ساگرپورہ کے مقام پر گرفتار کیا اور بعد میں اسی ساگرپورے کا علاقہ اس کو ۳۷۰۰ روپیہ مالیت کی جاگیر میں دربار نے عطا کر دیا جو الحاق کے بعد بھی اس کے نام رہا۔

۱۸۶۲ء میں سردار جودھ سنگھ مان کے علیحدہ ہونے پر سردار منگل سنگھ امرتسر کے سکھ گوردوارہ کا مینجر مقرر کیا گیا۔ یہ کام ہے تو کسی قدر دشوار مگر سردار نے اسے بڑی لیاقت اور ہنرمندی سے سنبھالے رکھا۔ اسی سال وہ شہر امرتسر کا آنریری مجسٹریٹ مقرر کیا گیا۔ ۱۸۷۶ء میں ہزرائل ہائینس شہزادہ پرنس آف ویلز نے اسے سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا کیا۔ وہ ۱۸۹۶ء میں فوت ہوا اور اس کی ۳۷۰۰ روپیہ کی خاص جاگیر جو سکھ دربار

وہ کچھ عرصہ اِدھر اُدھر آوارہ پھرتا رہا مگر بالآخر اس نے اطاعت کر لینی ہی بہتر سمجھی اور لاہور واپس آ کر اُس مہم میں جو کشمیر جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی سات سو آدمیوں کی سرداری منظور کر لی۔ اس کے بعد اس کی نسبت سوا اسکے کچھ معلوم نہیں کہ اپنی وفات یعنی ۱۸۳۴ء تک بارہ مولا کا جو سری نگر کی طرف جاتی ہوئی سڑک پر ایک مشکل پہاڑی قوم ہے مہتمم رہا۔ دیر سنگھ چھ سال پہلے یعنی ۱۸۲۷ء میں فوت ہو گیا تھا اور اُس وقت اُس کی دو تہائی جاگیر ضبط ہو گئی تھی *

سردار منگل سنگھ اپنی جوانی کی عمر میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی خاص اردل میں خدمات کرتا رہا مہاراجہ نے اسے دھرم کوٹ۔ کالووالہ۔ تبرہ اور کنڈیلہ میں ۹۰۰۰ کی مالیت کی جاگیریں دے رکھی تھیں جن میں سے ۳۶۰۰ کی جاگیریں ذاتی تھیں اور ۵۴۰۰ کی خدمات کے عوض۔ ذاتی جاگیر اس کی اولاد کے لئے علے الدوام جاری ہے اور تھیرہ کلاں تحصیل اجنالہ اور رنگڑ ننگل اور روپووالی تحصیل بٹالہ میں واقع ہے۔ سردار منگل سنگھ اپنے باپ کی وفات کے بعد پُرانے رام گڑھیہ فرقے کے چار سو پیادوں اور ایک سو دس سواروں کا کمیدان بنا کر پشاور بھیجا گیا۔ یہاں سردار تیج سنگھ اور سردار ہری سنگھ نلوہ کے ماتحت اس نے اچھی خدمات انجام دیں اور اپریل ۱۸۳۷ء میں جمرود کی مشہور لڑائی میں لڑا جس میں بہادر ہری سنگھ مارا گیا تھا۔ ۱۸۳۹ء میں اس کو واپس بُلا لیا گیا اور سردار لہنا سنگھ مجیٹھیہ کے ماتحت بیاس و ستلج کے درمیانی پہاڑی علاقے میں بھیجا گیا پھر جبکہ سردار مذکور پشاور کی طرف گیا ہوا تھا تو وہ پہاڑی قلعوں کا انصرام کرتا رہا اور ۱۸۴۰ء کی بغاوت کے فرو کرنے میں بھی خاص مستعدی دکھائی *

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

نہ تھا۔ جودھ سنگھ اپنی تمام افواج سمیت مہاراجہ کے ہمراہ قصور گیا جہاں اُس نے قطب الدین خاں پر اخیر دفعہ چڑھائی کرکے کامیابی حاصل کی ۔

۱۸۱۶ء میں جودھ سنگھ کی وفات پر خاندان میں تنازعات شروع ہو گئے یعنی دیوان سنگھ ویر سنگھ اور بیوہ جودھ سنگھ تینوں جائداد کے دعویدار ہوئے ۔ ان تنازعات کی خبر سُن کر مہاراجہ نے یہ وعدہ کیا کہ ثالث بنکر ان تنازعات کا فیصلہ کرا دیگا۔ چنانچہ اُس نے تینوں چچیرے بھائیوں ویر سنگھ۔ مہتاب سنگھ اور دیوان سنگھ کو نادوں بلایا۔ وہاں پہنچنے پر مہاراجہ ان کے ساتھ اخلاق سے پیش آیا مگر موقع پاتے ہی ملاقاتی خیمے سے جسے چاروں طرف سے فوج نے گھیر رکھا تھا۔ خود باہر نکل گیا اور تینوں رام گڑھیہ قیدی بنا لئے گئے۔ اس کے بعد رنجیت سنگھ نے امرتسر پر چڑھائی کی اور کچھ سخت لڑائی کے بعد رام گڑھ کا قلعہ لے لیا۔ پھر اس نے شمال کی طرف کوچ کرکے رام گڑھیوں کی بڑی جاگیروں پر قبضہ کر لیا اور تھوڑے ہی عرصے میں ان کے تمام قلعے جو تعداد میں ایک سو سے زیادہ تھے فتح کر لئے۔ الغرض اس طرح سے وہ معاہدہ ٹوٹا جو مہاراجہ نے زعفران کا پنجہ لگا کر کیا تھا ۔

ویر سنگھ اور مہتاب سنگھ بعد میں جلدی ہی چھوڑ دئے گئے وہ سردار دھنا سنگھ مجیٹھیہ کے ماتحت رکھے گئے اور سردار نہال سنگھ اٹاری والے کے کہنے سُننے پر ۳۵۰۰۰ روپیہ کی جاگیر اس خاندان کو مل گئی - دیوان سنگھ کچھ عرصے تک اپنا قصبہ دھرم کوٹ جو ۶۰۰۰ کی مالیت کا تھا لینے سے انکار کرتا رہا اور قیدی بنا رہا مگر آخر کار بہلانے سے منظور کر لیا اور رہائی حاصل کرتے ہی پٹیالہ کی طرف بھاگ گیا جہاں پہلے پہل تو اس کی خوب آؤ بھگت ہوئی مگر ایک سال کے بعد اسے شہر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا جس کے بعد

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

کے حکم کا کوئی خیال نہ کیا گیا۔ جتا سنگھ نے دوبارہ قاصد بھیجا اور بیدی صاحب سنگھ نے کہا "وہ میری پرواہ نہیں کرتے مگر خدا خود تمہاری مدد کریگا"۔ یہ قاصد بیانی واپس آیا اور اُسی رات دریائے بیاس میں سیلاب آگیا اور کنھیا کیمپ کا بہت سا حصہ جس میں آدمی گھوڑے اور اونٹ شامل تھے بہا لے گیا نتیجہ یہ ہوا کہ سدا کور اور رنجیت سنگھ بڑی مشکل سے بھاگ کر گوجرانوالہ کی طرف ہٹ گئے۔

جتا سنگھ ۱۸۰۳ء میں فوت ہوا اور اس کی جگہ اس کا بڑا بیٹا جودھ سنگھ جانشین ہوا۔ یہ نیا سردار کسی قابلیت کا آدمی نہ تھا اور اُسکے پچیرے بھائی دیوان سنگھ نے جاگیر کا بہت سا حصہ چھین لیا آخر کار رنجیت سنگھ کے دل میں علاقہ رام گڑھیہ پر قبضہ کرنے کی آرزو پیدا ہوئی اور اس نے بہانے سے سردار جودھ سنگھ پر بڑی مہربانی کرنی شروع کی چنانچہ اپنے اور رام گڑھیہ خاندان کے درمیان دائمی دوستی کا پیمان کیا اور امرتسر کے مقدس دربار صاحب میں گرنتھ صاحب کے سامنے اس نے اپنے شاہی اور اَن پڑھ طریق سے اپنے پنجے کو زعفران سے رنگ کر ایک کاغذ پر لگا دیا۔ جودھ سنگھ کو اپنے داؤ میں اچھی طرح سے پھنسا لینے کے لئے وہ قلعۂ رام گڑھ میں تقریباً تنہا چلا گیا اور حکم دیا کہ اس کا گوبند گڑھ کا نیا قلعہ بھی رام گڑھ کے قلعے کی طرح بنایا جائے۔ رنجیت سنگھ اپنی قسم پر چاہے وہ کتنی ہی مقدس ہو قائم رہنے کا بہت کم خیال کیا کرتا تھا اور اس موقع پر تو اس نے جودھ سنگھ کو پورا اپنے ہتھے پر چڑھا لیا تھا جودھ سنگھ بھی اس کا ایسا جاں نثار پیرو بن گیا تھا کہ رام گڑھیہ علاقے کے رنجیت سنگھ کے علاقے کے ساتھ ملحق ہو جانے پر بھی اُسے کوئی عذر

جے سنگھ کنھیا کے خلاف اُن کے ساتھ مل جائے۔ جسا سنگھ بڑی خوشی سے راضی ہوگیا اور اُن کی فوجوں کے ساتھ اپنی فوج شامل کرکے ان سب نے بٹالے کی طرف کوچ کیا۔ جے سنگھ کا لڑکا گوربخش سنگھ ۸۰۰۰ آدمیوں کے ساتھ ان کے مقابلے کو آیا مگر شکست کھاکر مارا گیا اور کنھیا رئیس نے مجبوراً املاک رام گڑھیہ ان کے پرانے مالک کو اور کانگڑے کا قلعہ جس پر اس نے چار سال سے قبضہ کر رکھا تھا سنسار چند کے حوالے کئے مگر جسا سنگھ کا ارادہ امن و امان سے رہنے کا نہ تھا اور کئی سال تک وہ کنھیا مسل کے ساتھ لڑائیوں میں لگا رہا جن میں وہ کبھی فتح یاب ہوا اور کبھی شکست کھائی +

۱۷۹۶ء میں اس کی کنھیوں کے ساتھ آخری اور سب سے زیادہ سخت لڑائی ہوئی۔ سردار گوربخش سنگھ کی بیوہ مائی سدا کور اُس وقت کنھیا مسل کی سرگروہ تھی اور اس نے تمام اپنی اور اپنے نوجوان داماد رنجیت سنگھ کی فوجوں کے ساتھ جسا سنگھ کو میانی کے قلعے میں جو بیاس کے قریب ضلع ہوشیارپور میں ہے گھیر لیا۔ جسا سنگھ نے کچھ عرصہ اپنے آپ کو بچایا مگر اس کا سامان جنگ بالکل کم ہوگیا اور اس نے ایک قاصد صاحب سنگھ بیدی کے پاس امرتسر یہ التجا کرنے بھیجا کہ وہ اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان بیچ بچاؤ کر دے۔ جب رام گڑھیہ قاصد پہنچا تو رنجیت سنگھ کے فرستادے جودھ سنگھ وزیرآبادیہ اور دل سنگھ گل بیدی کے ہاں موجود تھے جن کو صاحب سنگھ نے سدا کور اور رنجیت سنگھ کے لئے یہ پیغام دیا کہ وہ قلعہ میانی سے اپنا محاصرہ ہٹا لے مگر سدا کور اپنے خاوند کی موت کا بدلہ لئے بغیر کب ہٹتی تھی اور پھر اُس وقت جبکہ دشمن اُس کے قبضے میں آیا ہوا تھا اس لئے بیدی

کے مقام پر جے سنگھ کنھیّا کے ساتھ لڑتا ہوا سخت زخمی ہوا۔ کلانور تارا سنگھ کے ہاتھ سے نکل گیا اور جسّا سنگھ اپنے دو بیٹوں کو امر سنگھ والیٔ پٹیالہ کے پاس مدد مانگنے کے لئے بھیج کر بے قاعدہ فوج کے بہت سے سپاہیوں کے ساتھ ستلج پار سرسہ کی طرف بھاگ گیا +

سرسہ کے علاقے میں وہ سنہ ۱۷۸۳ء تک رہا اور اپنے رسالے کے ساتھ ملک کو تہ و بالا کیا حتےٰ کہ دہلی کی فصیلوں تک لوٹ مار کی۔ بلکہ ایک موقع پر تو خاص دہلی میں داخل ہوگیا اور مغلوں کے مستقر سے چار توپیں لے بھاگا۔ نواب میرٹھ نے اپنا علاقہ لوٹ مار سے بچانے کے لئے اسے ۱۰۰۰ روپیہ سالانہ خراج ادا کیا۔ ایک دن ایک برہمن نے اس کے پاس شکایت کی کہ حصار کا ناظم اُس کی دو لڑکیاں جبراً لے گیا ہے۔ چنانچہ جسّا سنگھ نے اپنی فوجیں جمع کر کے حصار پر چڑھائی کی اُسے لوٹ لیا اور لڑکیاں اُن کے باپ کو دلا دیں۔ ایک زمانے میں یہ بہت مفلس ہوگیا اور ایک قصہ مشہور ہے جو شاید ٹھیک بھی ہو کہ سرسہ کے مقام پر سردار کے ایک نوکر نے اتفاقیہ اپنا برتن ایک کنوئیں میں گرا دیا جسے نکالنے کے لئے ایک غوطہ زن بھیجا گیا جس نے کنوئیں کی تہ میں چار صندوق سونے کی مہروں سے جو پانچ لاکھ کی مالیت کی تھیں بھرے ہوئے پائے جن کی بدولت جسّا سنگھ اس قابل ہوا کہ اپنی فوج کو تنخواہ دے اور نئے رنگروٹ بھرتی کرے +

سنہ ۱۷۸۳ء میں سرسہ ایک بڑے قحط کی وجہ سے ویران ہوگیا اور سردار پنجاب کی طرف واپس آگیا۔ لدھیانہ کے مقام پر اسے سردار مہان سنگھ سوکرچکیہ اور راجہ سنسار چند والیٔ کانگڑہ کے قاصد ملے جنہوں نے یہ ظاہر کیا کہ سردار اور راجہ اسے اس کے مقبوضات پھر دلا دینگے بشرطیکہ وہ سردار

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

بہت سے مواضعات حاصل کیئے۔ اپنے بھائیوں کو بھی اس نے اپنے
ماتحت علیحدہ جاگیریں دیں۔ ان بھائیوں کی ناعاقبت اندیشی کی وجہ
سے خاندان پر بڑی آفت آئی کیونکہ ایک مرتبہ جسّا سنگھ اہلووالیہ
گورداسپور کے قریب اچل کی طرف جو ایک تیرتھ کی جگہ ہے جا رہا تھا کہ
اس پر خوشحال سنگھ۔ مالی سنگھ اور تارا سنگھ نے حملہ کیا۔ جسّا سنگھ کی فوج
منتشر ہوگئی اور وہ خود قید ہوگیا۔ جسّا سنگھ رام گڑھیہ بہت خوش ہوتا
اگر اس کے بھائیوں نے اس کے رقیب یعنی جسا سنگھ اہلووالیہ کو
مار دیا ہوتا مگر جب اہلووالیہ قیدی بن کر آیا تو اسے اس کو بہت سے
تحائف دیکر چھوڑ دینے کے سوا کچھ چارہ نہ رہا کیونکہ پرانے سکھ سرداروں
میں سپاہ گری اور دلیری کے جوہر بہت تھے مگر اہلووالیہ سردار کے دل
میں سے اس امر کا غصہ نہیں مٹا۔ سردار مذکور کلی خالصہ کا رئیس بلکہ بانی
مبانی گنا جاتا تھا اس کے ہمراہی اور خوشامدی اسے سلطان قوم کہتے
تھے اور اس پر ان رام گڑھیہ نوجوانوں نے جن کا سبزہ ابھی آغاز ہونا شروع
ہوا تھا اس کی توہین کی۔ چنانچہ اس نے سخت قسم کھائی کہ جب تک رام گڑھیوں
کے تمام املاک پر قبضہ نہ کریگا اپنی پگڑی نہ کھولیگا۔ بہت سے رؤسا اسکی
بے عزتی کے خیال سے نہیں بلکہ زیادہ تر لوٹ مار اور نئی جاگیروں کے
خیال سے اس کی امداد کو آئے۔ ان معاونوں میں گنڈا سنگھ اور جھنڈا سنگھ
بھنگی۔ رام گڑھیوں کے پرانے دوست جے سنگھ اور حقیقت سنگھ کنھیا۔
چڑت سنگھ سوکرچکیہ۔ نار سنگھ چمیاریوالہ اور بہت سے دوسرے رئیس بھی تھے۔
ان سب نے چاروں طرف سے جسّا سنگھ پر حملہ کر دیا اور ایک سخت لڑائی
کے بعد رام گڑھیوں کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔ خوشحال سنگھ بھاگووال

موت نہ واقع ہوتی۔ جب احمد شاہ کے بیٹے شہزادہ تیمور نے اس کی سرزنش کے واسطے اس پر فوج کشی کی تو ادینہ بیگ پہاڑی علاقے کی طرف ہٹ گیا اور جسا سنگھ اور اُس کے بھائی اسے چھوڑ کر امرتسر آگئے اور نند سنگھ سنگھانی کی فوج میں شامل ہو گئے۔ تقریباً اسی وقت جے سنگھ افغانوں کے ساتھ ایک لڑائی میں مجیٹھہ کے قریب مارا گیا۔

اس زمانے میں امرتسر صرف ایک بڑا موضع تھا اور افغانوں کے واپس چلے جانے پر نند سنگھ اور جسا سنگھ نے اکی کچھ کچھ قلعہ بندی کی اور ایک حصے کے گرد انہوں نے ایک اونچی کچی دیوار بنادی جس کا نام رام رونی رکھا۔ جب ادینہ بیگ پہاڑی علاقے سے واپس آیا تو اس نے یہ خیال کرکے کہ سکھ بہت زور پکڑتے جاتے ہیں مرزا عزیز بخش کو نئے قلعے کے فتح کرنے کے لئے بھیجا جو درحقیقت کوئی بڑا مشکل کام نہ تھا۔ جسا سنگھ اور اُسکے دوست بہادری سے لڑے قلعہ سے نکل کر کئی مرتبہ حملے کئے مگر دشمن کی فوج کی تاب نہ لاسکے اور آخرکار رات کے وقت قلعے کو چھوڑ دیا اور گو بہت سا نقصان اُٹھایا مگر دشمن کی فوج چیر کر نکل گئے۔ رام رونی مسمار کردی گئی لیکن اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ادینہ بیگ فوت ہو گیا اور جسا سنگھ نے اپنی مسل کی سرداری اختیار کرکے اُس قلعے کا نام جس میں اس نے ایسی بہادری سے مقابلہ کیا تھا رام گڑھ اور اپنی مسل کا نام رام گڑھیہ رکھ لیا۔ اس اثنا میں اس نے کنھیا مسل کی امداد سے دینا نگر۔ بٹالہ۔ کلانور۔ سری ہرگوبند پور۔ قادیان۔ گھماں اور اضلاع امرتسر اور گورداسپور کے بہت سے اور قصبے جن کے مالیہ کا چھ لاکھ سے دس لاکھ روپیہ تک تخمینہ کیا جاتا تھا لے لئے۔ علاوہ ازیں جسا سنگھ نے جو اس علاقے کا واحد مالک تھا دوآبہ جالندھر کے

CSL

رام گڑھیہ مسل جس کے نام پر بش سنگھ کے خاندان کا نام مشہور ہے سکھوں کی زبردست ترین مسلوں میں تھی اور اٹھارھویں صدی کے اختتام کے قریب اس کے اندازاً ۱۸۰۰۰ جنگی سپاہی میدانِ جنگ میں آیا کرتے تھے۔ اس کے سرگروہوں میں سب سے زیادہ مشہور سرگروہ جسّا سنگھ تھا مگر اسکی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اس مسل کا بانی تھا کیونکہ بہت سے برس اسی کے سالوں میں یہ مسل خوشحال سنگھ اور نند سنگھ کے ماتحت ترتیب پا گئی تھی۔ اس کو زور اور شہرت اسی وقت حاصل ہوئے جبکہ ۱۷۵۸ء میں جسّا سنگھ اُس کا سردار ہوا ٭

جسّا سنگھ کا دادا ہرداس ہندو نجار اور موضع سارسنگ ضلع لاہور کا باشندہ تھا۔ وہ اپنے گاؤں ہی میں اپنے ادنےٰ پیشے پر قانع تھا مگر اسکے بیٹے بھگوان نے جو زیادہ صاحب ہمت شخص تھا پوہل لے لی اور اپنے نام کے ساتھ "سنگھ" ایزاد کر کے ملک میں گشت لگاتا اور لوگوں کو اپنے نئے مذہب میں شامل کرتا پھرا۔ بالآخر وہ اِچوگل میں آباد ہوا جہاں اسکے ہاں پانچ بیٹے جے سنگھ۔ جسّا سنگھ۔ خوشحال سنگھ۔ سالی سنگھ اور تارا سنگھ پیدا ہوئے۔ ان میں سے اخیر چار مشہور آدمی اور رام گڑھیہ مسل کے سرگروہ ہوئے۔ ان بھائیوں کی عمروں میں کچھ زیادہ فرق نہیں تھا اور ۱۷۵۲ء میں بالغ ہوکر وہ مشہور و معروف نواب ادینہ بیگ خاں کی ملازمت میں داخل ہوگئے۔ اس لائق نواب نے جو اُس وقت بادشاہ کی طرف سے جالندھر دوآب کا ناظم تھا سکھوں کو احمد شاہ دُرانی کا مقابلہ کرنے میں جرأت اور رغبت اس اُمید سے دی کہ اُن کی مدد سے اسے صوبے میں اختیارات کامل حاصل ہوجائینگے اور غالباً یہ اُمید برآتی اگر ۱۷۵۸ء میں اُس کی پیش از وقت

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

سردار بشن سنگھ رام گڑھیہ رئیس امرتسر

Sardar Bishan Singh Ramgarhia of Amritsar, Deputy Superintendent Police.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

سردار گوردت سنگھ رام گڑھیہ رئیس امرتسر

The Late Sardar Gurdit Singh Ramgarhia of Amritsar

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سردار باوقار سردار منگل سنگھ رام گڑھیہ سی ایس آئی رئیس امرتسر

The Late Sardar-i-Bawakar, Sardar Mangal Singh Ramgarhia, C.S.I. of Amritsar.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سنگھ بہادر سردار جسّا سنگھ رام گڑھیہ گدّی نشین

Singh Bahadur Sardar Jasa Singh Ramgarhia, Gadi Nashin.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

سردار بشن سنگھ رام گڑھیہ

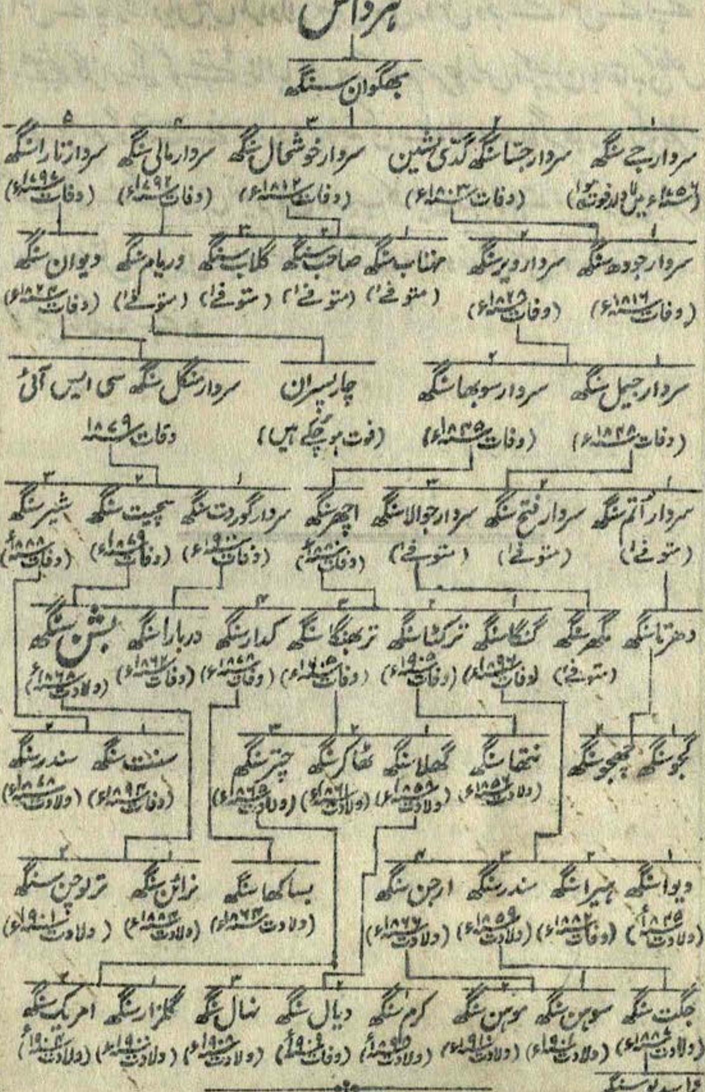

ضلع امرتسر

رنجیت سنگھ کی سمادھ واقع لاہور کی کمیٹی کا ممبر ہونے کے علاوہ عوام الناس کے کاموں میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ وہ پرانے سکھ سرداروں کا ایک بڑا اچھا نمونہ تھا اور اخیر دم تک اسے شکرے بازی وغیرہ میدانی تفریحوں کا شوق رہا۔ اس نے چار شادیاں کیں مگر اولاد نہیں ہوئی۔ اس وجہ سے اس نے اپنے بھتیجے گلزار سنگھ کو متبنٰے بنا لیا جس کے نام سر چارلس ایچیسن بالقابہ کی خاص سفارش پر گورنمنٹ نے ۱۵۰۰ روپیہ کی علے الدوام جاگیر جاری رکھی سردار گلزار سنگھ نے گھر میں ہی تعلیم پائی اور اب کلہ میں رہتا ہے۔ وہ آنریری مجسٹریٹ اور پراونشل درباری ہے۔ اور جاگیر کے علاوہ زرعی سکنی اور اور جائداد کا بھی مالک ہے ؂

ساتھ شامل ہو کر ملتان کی جانب کوچ کر دیا - سردار عطر سنگھ اپنے گھوڑے پر سوار ہو چند سواروں کے ساتھ میجر ایڈورڈز صاحب بہادر کے کیمپ میں بھاگ آیا - اس کے بیٹے لال سنگھ کو بھی فوج کے لوگ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئے مگر اس نے بھاگنے کا انتظام کر لیا اور ایڈورڈز صاحب بہادر کے کیمپ میں آگیا ؞

جون ۱۸۴۷ء میں لال سنگھ کو پانچسو سواروں کا کمیدان بنا کر حسن ابدال بھیجا گیا تھا اور وہاں وہ تیسری مئی ۱۸۴۸ء تک رہا جبکہ اسے راجہ شیر سنگھ کی فوج کے ساتھ جو ملتان جا رہی تھی شامل ہونے کا حکم ملا - دیوان کشن کور بٹالے کا عدالتی جس وقت باغیوں کے ساتھ مل گیا تو اس کی جگہ سردار لال سنگھ مقرر ہوا اور اس عہدے پر قریباً تین مہینے یعنی سکھوں کے راج کا خاتمہ ہونے تک مامور رہا ؞

الحاق کے وقت سردار عطر سنگھ کی ساری ذاتی جاگیریں جو ۴۷۷۵۰ روپیہ مالیت کی تھیں اس کی حین حیات کے لئے بحال رہیں ان میں ایک چوتھائی اس کے بیٹے لال سنگھ اور نرینہ وارثوں کے لئے نسلاً بعد نسل جاری رہنی قرار پائی - سردار لال سنگھ کی ۳۶۰۰ روپیہ کی جاگیر چونکہ تھوڑے ہی عرصہ یعنی ۱۸۴۷ء سے ملی ہوئی تھی اس لئے ضبط ہو گئی مگر اس کے باپ کی جس کے ساتھ اس کا تنازع تھا جاگیروں سے اس کے واسطے ۸۰۰ روپیہ کا نقد وظیفہ مقرر ہو گیا ؞

سردار عطر سنگھ دسمبر ۱۸۵۱ء میں فوت ہوا اور اس کی جاگیر کا ۳/۴ حصہ ضبط ہو گیا - اس کے بیٹے لال سنگھ کا حصہ فروری ۱۸۶۲ء میں بڑھا کے ۱۵۰۰۰ کر دیا گیا جو علی الدوام جاری ہے - لال سنگھ موضع کلہ ضلع امرتسر میں رہا کرتا تھا جہاں وہ ۱۸۹۵ء میں فوت ہوا - کئی سال تک اس نے مہاراجہ

کشمیر جارہی تھی اور پھر تاکید ہوئی کہ ضرور جاے مگر اس نے ان احکام کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنی بھتیجی کی شادی کرنے کے بہانے امرتسر کے قریب اپنے گھر میں بیٹھا رہا - اس حکم عدولی کی وجہ سے اس کی جاگیر ضبط ہوگئی - مگر تھوڑے عرصے بعد پھر واگزار اور ۱۱۸۰۰ روپیہ کی کردی گئی - وہ اس کونسل ریجنسی کا ممبر بنایا گیا جو دسمبر ۱۸۴۶ء کو مقرر ہوئی اور اس عہدے پر پنجاب کے الحاق تک مامور رہا - اپریل ۱۸۴۸ء میں ملتان کی بغاوت کی خبر پہلے ہی پہنچنے پر اسے تمام غیر آئین فوج کی جو اس وقت فراہم ہوسکی افسری میں وہاں جانے کا حکم ملا مگر جب صاحب رزیڈنٹ بہادر لاہور کو یہ معلوم ہوا کہ اس وقت ملتان میں ایک انگریزی فوج جلدی روانہ کرنی چاہیئے تو اسے مع اور سرداروں کے واپس بلالیا گیا اور بعد ازاں عطر سنگھ رسالہ کا افسر ہوکر راجہ شیر سنگھ کے ہمراہ پھر ملتان گیا +

سردار کا اپنی زیر کمان فوج پر بہت کم رعب وداب تھا - وہ کمزور طبیعت اور متلون مزاج آدمی تھا اور گو اس کی اپنی نیت اچھی تھی مگر اس قابل نہ تھا کہ اپنی ماتحت فوج کو ادائگی فرائض پر قائم رکھ سکتا - چنانچہ وہ دن بدن زیادہ سرکش ہوتی گئی اور جوق جوق باغی دیوان مولراج کے ساتھ ملتان میں ملتی گئی آخر کار تین سکھ جرنیلوں یعنی راجہ شیر سنگھ - سردار شمشیر سنگھ اور سردار عطر سنگھ کو باتفاق میجر ایڈورڈز صاحب بہادر و بمنظوری انگریز جنرل صاحب بہادر اس کے سوا کچھ نہ بن پڑا کہ فوج مذکور کو ملتان سے جہاں انہیں ترغیب ہوتی تھی دور بھیج دیں - چنانچہ سردار عطر سنگھ کی فوج کو اس بہانے سے کہ یہ سڑک کی حفاظت کریں تلمبہ بھیجنے کی تجویز ہوئی مگر پیشتر اس کے کہ اس تجویز پر عملدرآمد ہوتا تمام سکھ فوج باغی ہوگئی اور اس نے راجہ شیر سنگھ کے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

کی ۲۰۰۰ روپیہ مالیت کی جاگیر بھی شامل تھی۔ عطر سنگھ لاہور اور اس کے گرد و نواح کے اضلاع کا عدالتی بنایا گیا اور اسے پنڈی والے بے قاعدہ رسالے کی جو پہلے پہل ہلکا سنگھ پنڈی والے نے بھرتی کیا تھا کمان بھی دی گئی۔ جواہر سنگھ کے وزیر ہونے تک عطر سنگھ کی جاگیر میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا اور اس وقت اس نے یہ درخواست کی کہ پنڈی گھیب کی جاگیر کی آمدنی گو برائے نام ۶۵۰۰۰ روپیہ ہے مگر درحقیقت اس سے صرف ۵۰۰۰ روپیہ آتا ہے اس پر جاگیر مذکور کا تبادلہ چونیاں۔ ڈھنڈیاں والی اور کھڈیاں کی جاگیر سے جو ۶۰۰۰ روپیہ مالیت کی تھی کر دیا گیا۔

جب جواہر سنگھ کے حکم سے شہزادہ پشاورا سنگھ قتل کیا گیا تو فوج خالصہ نے وزیر کی اس کارروائی سے غیظ و غضب میں آ کر وزیر کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور ریاست لاہور کی اطاعت سے منحرف ہو گئی۔ ۱۹ ستمبر کو رانی جنداں نے عطر سنگھ کو دیوان دینا ناتھ اور فقیر نورالدین کے ہمراہ میانمیر کے کیمپ میں بھیجا کہ وہ باغی فوج کو سمجھا بجھا کر راہ راست پر لائیں۔ مگر فوج نے ان تینوں کی نصائح پر کچھ توجہ نہیں کی۔ فقیر کو تو اُلٹا پھیرنے پر اکتفا کی مگر دیوان اور عطر سنگھ کی بے عزتی کی انہیں گالیاں دیں اور ان کو کیمپ میں قید کر رکھا یہاں تک کہ ۲۲ ستمبر کو وزیر مارا گیا تب کہیں فوج نے جو رانی سے ہمیشہ خائف رہتی تھی ان کو رہا کیا کہ وہ لاہور جا کر رانی سے ان کی مصالحت کرانے کی کوشش کریں۔

سردار عطر سنگھ ۴۶-۱۸۴۵ء کی ستلج کی لڑائی کے دوران میں لڑتا رہا اور فیروزشاہ کی لڑائی میں اس کا بھائی چتر سنگھ مارا گیا۔ ستمبر ۱۸۴۶ء میں عطر سنگھ کو اس فوج کے ساتھ شامل ہونے کا حکم ملا جو بغاوت کے فرو کرنے کے لئے

دل سنگھ ۱۸۲۳ء میں فوت ہوا۔ اس کے خاندان کے لوگوں کا بیان ہے کہ اس نے ہیضہ سے انتقال کیا مگر عام طور پر یہ مشہور ہے کہ مہاراجہ نے اسکی اس فوج کی جو یہ خدمات کے لئے دیا کرتا تھا ردی حالت دیکھکر اسے بہت سی لعنت ملامت کی جس کی وجہ سے اس نے زہر کھالیا۔ اس کی جاگیر اس کے بڑے بیٹے عطر سنگھ کو ملی ٭

۱۸۳۴ء میں عطر سنگھ شہزادہ نونہال سنگھ کے ماتحت پشاور بھیجا گیا۔ یہ ابھی وہیں تھا کہ دیوان حاکم رائے نے جو شہزادہ کا ڈیوڑھی بان اور بڑا منظور نظر تھا عطر سنگھ کے ماتحت لڑنے والے سرداروں کو ورغلا کر ان کے تربوں سمیت اپنی طرف کرلیا۔ اس پر عطر سنگھ بلا اجازت فوج چھوڑ کر مہاراجہ سے شکایت کرنے لاہور آگیا۔ یہاں اس کی اچھی طرح مدارات نہیں ہوئی اور حکم ہوا کہ بلا توقف اپنی فوج میں جو اس وقت بنوں میں تھی جاکر شامل ہوجائے۔ عطر سنگھ نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کردیا اور مہاراجہ نے کلہ کی خاندانی جاگیر جو ۳۵۰۰ روپیہ مالیت کی تھی اور جیہ پور کی جاگیر جو ۷۵۰ روپیہ کی تھی چھوڑنے کے سوا باقی اس کی ساری جاگیریں ضبط کرلیں۔ رنجیت سنگھ کی وفات تک یہ جاگیریں ضبطی میں رہیں۔ مہاراجہ کے جانشین کھڑک سنگھ نے اس کی جاگیروں میں سے ۱۲۷۵۰ روپیہ کی جاگیر اس کے نام بلا معاوضہ خدمات بحال کردی اور مہاراجہ شیر سنگھ نے اسکے گنگا سے جہاں وہ مہاراجہ کھڑک سنگھ اور شہزادہ نونہال سنگھ کی ہڈیاں لے کر گیا تھا واپس آنے پر اسے پنڈی گھیپ اور میروال میں ۱۰۲۰۰ روپیہ مالیت کی جاگیریں دیں۔ یہ آخرالذکر جاگیرات ۲۰۰ سوار خدماتی دینے کی شرط پر تھیں اور ان میں اسکے بیٹے لال سنگھ

ہیں اس کو جاگیر ملی - اس کا بیٹا حکومت سنگھ اور پوتا کور سنگھ دونوں رئیس سوکرچکیہ کی ملازمت میں تھے مگر مشہور آدمی نہ تھے *

سردار دل سنگھ بہادر اور قابل آدمی تھا اور سردار فتح سنگھ کالیانوالہ کا جس کے ماتحت وہ لڑا کرتا تھا بڑا منظور نظر تھا - فتح سنگھ کی وفات کے وقت دل سنگھ کی تقریباً ۶۸۰۰۰ روپیہ کی جاگیر تھی مگر جب ۷۰۰۰۰ روپے کی جاگیر کے علاوہ ساری جاگیرات کالیانوالہ مائی سیواں کے نام ہو گئیں اور فتح سنگھ کی لڑکی کے بال بچے دل سنگھ کے سپرد ہوئے تو اُس وقت اسکی جاگیرات ۳۵۰۰۰ روپیہ مالیت کی تھیں - بہت سے سرداران جو فتح سنگھ کے ماتحت لڑا کرتے تھے اب دل سنگھ کے ماتحت لڑائیوں پر جانے لگے اور اب یہ بہرنا بھی میدان جنگ میں ایسی ہی شجاعت دکھانے لگا جیسی کہ بڑے بڑے جاٹ سکھ سرداران دکھاتے تھے *

سنہ ۱۸۱۴ء میں جبکہ رنجیت سنگھ خود پونچھ کے راستے کشمیر گیا تو دل سنگھ کو دیوان محکم چند کے پوتے رام دیال کے ساتھ دس ہزار فوج کی کمان دیکر نندسر کے راستے بزور شمشیر وہاں پہنچنے کے لئے بھیجا گیا - اس جمعیت کے مقابلے میں دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی جنہوں نے اسے گھیر لیا اور صرف اس وجہ سے کہ اعظم خاں دیوان محکم چند کا دوست تھا دل سنگھ اس موقع پر بغیر ضرر اُٹھائے واپس آگیا - سنہ ۱۸۱۵ء کے موسم بہار میں اُس نے پھر رام دیال کے ساتھ ہو کر ملتان اور بہاولپور کے علاقوں کو تہ و بالا کیا ہر ایک شہر سے جرمانے اور چٹیاں وصول کیں بعد ازاں اسی سال وہ بھمبر اور راجوڑی کے رئیسوں سے لڑنے بھیجا گیا اس نے ان دونوں رئیسوں کو زیر کر لیا اور شہر راجوڑ کا بہت سا حصہ جلا دیا -

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

کہا کہ اپنی فوج ایک طرف کرلے تاکہ میں اس کا شمار کروں۔ اس حکم کے ملنے کی دیر تھی کہ ساری فوج کالیاں والا کے رئیس اعظم کی طرف چلی گئی اور رنجیت سنگھ نے جس کے غم و غصے کی حد نہ رہی تھی اپنے آپ کو بالکل تنہا پایا۔ اس نے اس موقع کو کبھی فراموش نہیں کیا اور نہ ہی سردار مذکور کو جس کا فوج میں بڑا رسوخ تھا معاف کیا۔

دل سنگھ نہرنا کا خاندان ابتدا میں کڑیال علاقہ شیخوپورہ میں رہتا تھا اور قوم سے نہرنا یا حجام (یا زیادہ فصاحت سے ناخن تراش) ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا ایک بزرگ جو ورک جاٹ تھا دُنی چند قوم جھنڈی نہرنا کی دختر رامی نامی پر عاشق ہوگیا اور اُسے اُڑا لے گیا اور یہ کہ اس خاندان کا نام "نہرنا" اُسی زمانے سے مشہور چلا آتا ہے مگر یہ بات جھوٹ ہے اور اُسی وقت سے اختراع کرلی گئی ہے جب سے کہ یہ خاندان مقتدر ہوگیا ہے۔ دل سنگھ جاٹ نسل کا نہ تھا۔ صاحب سنگھ نہرنا بھگوان سنگھ کا ساتھی تھا اور ایک بڑا بہادر اور صاحب نصیب لٹیرا مشہور تھا جب چڑت سنگھ کو فروغ ہوا تو صاحب سنگھ اور بھگوان سنگھ دونوں اُس کے ساتھ شامل ہوگئے اور جب چڑت سنگھ نے پنڈدادنخاں کے قریب کا علاقہ فتح کیا تو بھگوان سنگھ نے تیسرے حصے کا دعوٰے کیا۔ چڑت سنگھ نے یہ حصہ دینا پسند نہ کیا اور یہ یقین کرکے کہ صاحب سنگھ قابل اعتماد آدمی ہے۔ اس نے اپنے تکلیف دہ ساتھی سے پیچھا چھڑانے کا ارادہ کرلیا۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہ تینوں شکار کھیلنے گئے اور اتفاقیہ ایک صحرائی خوک ان کے آگے بھاگا چڑت سنگھ نے پکار کر کہا "یہ درندہ بھاگنے نہ پائے"۔ صاحب سنگھ نے جو ان الفاظ کے معنے خوب سمجھتا تھا بھگوان سنگھ کو گولی مار کر مار ڈالا۔ اسی خدمت کے صلے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

تھی یا نہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ ایسے ہی اصول پر کاربند رہا کیونکہ درحالیکہ اس کے بڑے بڑے بہادر افسر اور جرنیل جاٹ سکھ تھے مگر کونسل میں مہاراجہ برہمنوں - راجپوتوں بلکہ مسلمانوں تک پر زیادہ اعتماد کرتا تھا ٭

فتح سنگھ لاولد فوت ہوا اور رنجیت سنگھ اس کی تمام جاگیریں ضبط کرلیتا مگر فتح سنگھ کی وفات سے اسے رنج ہوا - اور اس نے امرتسر پہنچ کر مت سنگھ پدھانیہ کو سردار مرحوم کی بیوہ مائی سیواں کے لئے ایک بیش بہا خلعت دیکر بھیجا اور حکم دیا کہ وہ بیوہ مذکور سے کہہ دے کہ جس کسی کو وہ اپنے شوہر کا وارث بنائیگی مہاراجہ اسے تسلیم کریگا - کئی رئیس تھے جن سے فتح سنگھ بڑی محبت کرتا تھا اور سب سے زیادہ محبت اس کو دھنا سنگھ ملوئی اور دل سنگھ نہرنا سے تھی - آخر الذکر اس کا پتر بلا (دھرم کا بیٹا) تھا اور اس کو بہت عزیز تھا مگر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ دل سنگھ فتح سنگھ کے ترکے کا وارث ہونے میں نہ نصیب پر شاکر تھا اور نہ مہربانی پر - جس رات مت سنگھ کالی میں پہنچا تو دل سنگھ نے اس سے خفیہ ملاقات کر کے ۵۰۰۰ روپیہ دیا جس کی وجہ سے مت سنگھ نے مائی سیواں سے کہا کہ وہ جس کو اس کا جی چاہے نامزد کر دے مگر رنجیت سنگھ فقط دل سنگھ کے منتخب کرنے پر خوش ہوگا چنانچہ وہی منتخب کیا گیا ٭

باوجود اس کے کہ رنجیت سنگھ سے اس موقع پر فیاضی ظہور میں آئی بہت سے آدمی یہ کہنے والے بھی موجود تھے کہ رنجیت سنگھ نے یہ جاگیرات دل سنگھ کو فتح سنگھ کی موت کی خوشی کے شکریہ میں دی ہیں کیونکہ رنجیت سنگھ فتح سنگھ سے بہت خائف رہتا تھا اور اس نے اس امید پر کہ یہ مارا جائیگا اسے نرائن گڑھ کے مستحکم قلعے پر جس میں کوئی راستہ یا شگاف تک نہ تھا حملہ کرنے کی جرأت دلائی تھی - ایک موقع پر وزیرآباد میں رنجیت سنگھ نے فتح سنگھ سے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

سنہ ۱۸۰۶ء کے خاتمے کے قریب سردار فتح سنگھ قصور پر چڑھائی کرنے کے لئے جہاں قطب الدین خاں فساد برپا کر رہا تھا بھیجا گیا۔ اس پٹھان رئیس نے بہادری سے مقابلہ کیا مگر اس سکھ سردار کو ایک لاکھ روپیہ دیکر ٹالنا بھی بخوشی منظور کر لیا۔ سنہ ۱۸۰۷ء کے شروع میں خود رنجیت سنگھ کے ماتحت ایک سکھ فوج نے قصور پر پھر چڑھائی کی اور طویل جنگ کے بعد اسے فتح کیا۔ فتح سنگھ نے قطب الدین سے وعدہ کیا کہ اگر وہ قصور کا قلعہ دیدیگا تو اپنے ممدوٹ کے علاقے میں امن و امان سے رہا کریگا اور اگرچہ رنجیت سنگھ نے اس اقرار کو منظور نہیں کیا تاہم اُس کو خیال تھا کہ اس کا پورا کرنا اُس پر فرض ہے +

بہت سے سکھ سردار فتح سنگھ کے جھنڈے کے نیچے لڑنے پر نازاں تھے۔ انہیں میں امیر سنگھ سندھانوالیہ دل سنگھ نہرنا۔ دھنا سنگھ ملوئی۔ فتح سنگھ ماٹو اور اُتم سنگھ چھاچھی بھی تھے +

سنہ ۱۸۰۷ء میں رنجیت سنگھ نے پٹیالہ سے واپس آتے ہوئے نرائن گڑھ کے قلعے کا جو سردار کشن سنگھ کے قبضے میں تھا محاصرہ کیا۔ پندرہ دن تک قلعہ فتح نہ ہو سکا اور اس تاخیر سے مہاراجہ کا صبر و تحمل ہاتھ سے جاتا رہا اس نے فتح سنگھ سے جو خاص افسر تھا کہا کہ "تم فوج کو میدانِ جنگ میں لے جانے کی نسبت میرے پاس رہنے کے زیادہ خواہاں ہو" فتح سنگھ نے اس بات پر غصہ کھا کر قلعے پر حملہ کیا مگر مہلک زخم کھا کر پس پا ہوا رنجیت سنگھ اسے ملنے کے لئے [illegible] کے خیمے میں آیا اور کہتے ہیں کہ اس نے مہاراجہ کو یہ نصیحت کی کہ وہ آیندہ کسی ادر جاٹ کو ریاست کے اعلےٰ ترین عہدے پر ممتاز نہ کرے۔ اس میں شبہ ہے کہ ایسی صلاح حقیقت بن دی گئی

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

GL

پر یہ ہیں کہ سردار فتح سنگھ کا دادا اجیل سنگھ سندھو جاٹ اور موضع کالی لاکھو مجاوڑی امرتسر کا باشندہ تھا اور اُس نے اس خاندان میں سب سے پہلے سکھ مذہب اختیار کیا۔ وہ چڑت سنگھ اور مہاں سنگھ رئیسان سوکرچکیہ کا پیرو تھا اور اُن کے ساتھ ہو کر قوم چٹھہ سے جو گوجرانوالہ کے شمالی حصے میں آباد ہے ہمیشہ جنگ میں مصروف رہا کرتا تھا اور کچھ چٹھہ قزاقوں ہی کی ایک لڑائی میں اسکے دونوں بیٹے جے سنگھ اور جسّا سنگھ بھی مارے گئے تھے۔ فتح سنگھ قریباً ۱۷۹۸ء میں رنجیت سنگھ کی ملازمت میں داخل ہوا اور بہت جلدی اپنے آقا کا منظور نظر ہو گیا۔ وہ بڑا بہادر اور ہنر مند سپاہی تھا۔ اس نے ۱۸۰۷ء تک مہاراجہ کی قریب قریب تمام مہموں میں داد سپہ گری دی۔ وہ غلام محمد چٹھہ جودھ سنگھ وزیر آباد والا اور ندھان سنگھ آتو کے مقابلے میں لڑتا رہا جب مہاراجہ نے شہر لاہور لیا اور جب سرداران اہلووالیہ اور کنہیا کی امداد سے بھنگیوں اور رام گڑھیوں سے امرتسر چھینا تو فتح سنگھ اُس کے ساتھ تھا۔ فتح سنگھ جھنگ اور پنڈی بھٹیاں کی لڑائیوں میں بھی لڑا اور بہت کچھ اسی کی صلاح کی وجہ تھی کہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۰۵ء میں جسونت راؤ ہلکر کے ساتھ ہو کر انگریزوں کا مقابلہ نہیں کیا۔ فتح سنگھ کی حسن خدمت کے باعث ہی انگریزوں اور ہلکر کے درمیان آخر کار صلح ہو گئی اور موخرالذکر نے سردار کو اس کی خدمات کے صلے میں بیش بہا انعامات دئے۔ اُس نے جسّا سنگھ بھنگی سے چنیوٹ چھین لینے میں کارہائے نمایاں کئے اور جب ۱۸۰۶ء میں احمد خاں سیال سے جھنگ لیا گیا تو یہ ضلع فتح سنگھ کو ۶۰۰۰۰ روپیہ سالانہ پر بطور اجارہ دے دیا گیا مگر اس کے تھوڑے عرصے بعد احمد خاں نے فتح سنگھ سے صلح کر لی اور وہ لاہور واپس آ گیا*

سردار گلزار سنگھ کالیانوالہ

سلابی
صاحب سنگھ
حکومت سنگھ
کور سنگھ

جیمل سنگھ
۱ جسا سنگھ — ۲ جے سنگھ (متوفے)
سردار فتح سنگھ (وفات سنہ ۱۸۰۷ء)

سردار دل سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۲۳ء)
(سردار فتح سنگھ کی بیوہ نے متبنٰے بنایا)

۱ سردار عطر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۱ء)
۲ چتر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۹ء)
۳ جوالا سنگھ (متوفے)
۴ چیت سنگھ (متوفے)
۵ رام سنگھ (متوفے)

سردار لال سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۸۹ء)

سردار گلزار سنگھ
(متبنٰے)
(ولادت سنہ ۱۸۵۷ء)

۱ بلونت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۳ء)
۲ اقبال سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۹ء)
۳ دلیپ سنگھ (متوفے)

سردار گلزار سنگھ پرانے خاندان کالیانوالہ میں سے نہیں اور وہ بڑے سردار فتح سنگھ کا جس کے ذریعے موجودہ خاندان نے شہرت اور عزت حاصل کی رشتے دار ہے۔ فتح سنگھ کے خاندان کے حالات مختصر طور

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
GSL

سردار گلزار سنگھ کالیانوالہ رئیس امرتسر

Sardar Gulzar Singh Kalianwala of Amritsar.

۵۰۰۰۰ روپیہ ہے جس میں سے ۴۰۰۰۰ روپیہ اودھ کی جاگیر سے جو ضلع گورکھپور میں ہے آتا ہے ؂

سنہ ۱۸۵۹ء میں سردار امراؤ سنگھ کی ایک بہن کی شادی مرحوم سردار اجیت سنگھ علاولپوریہ (ضلع جالندھر) کے ایک لڑکے سے ہوئی ؂

اس کی جگہ مقرر ہوا۔ نومبر ۱۸۹۲ء میں دونوں نوعمر سرداران گورنمنٹ سکول امرتسر میں داخل کئے گئے اور بعد ازاں دونوں ہی ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم پاتے رہے۔ ۱۸۹۸ء میں سردار امراؤ سنگھ کی شادی کپتان گلاب سنگھ کی لڑکی کے ساتھ ہوئی۔ وہ اور اس کی اہلیہ سردارنی مذکور لاہور میں رہتے ہیں۔ دونوں دو دفعہ یورپ گئے ہیں اور دونوں نے نومبر ۱۹۰۵ء میں حضور شہزادہ و شہزادی ویلز کی لاہور تشریف آوری کے موقع پر باریابی کی عزت حاصل کی۔ سردار اور سردارنی کے لڑکوں میں سب سے بڑا بلرام سنگھ ہزہائی نس مہاراجہ کشمیر کا اے ڈی کانگ ہے اور دو چھوٹے ایچیسن کالج میں تعلیم پاتے ہیں مگر بورڈر نہیں ہیں۔ ۱۸۹۸ء میں سندر سنگھ کی شادی سردار بشن سنگھ رئیس کنڈولہ ضلع لدھیانہ کی جو راجہ فرید کوٹ کا ماموں ہے لڑکی سے ہوئی مگر اسی سال یہ لڑکی مرگئی۔ بعد ازاں سندر سنگھ کی سردار سر عطر سنگھ کے سی آئی ای والئی بھدوڑ ضلع لدھیانہ کی لڑکی سے شادی ہوئی۔ اس شادی کے رسومات کے اخراجات بالکل انہی قواعد سے ہوئے جو دلھن کے باپ نے اس وقت نئے ایجاد کئے تھے۔ ان قواعد کے بنانے سے ان سرداروں کا مدعا یہ تھا کہ وہ غیر ضروری قرضے جو ہندوستان کے بہت سے خاندان فضول مہمان نوازیوں اور منگنی اور شادی کے مواقع پر ضروریات میں فضول خرچیاں کرنے میں اٹھاتے ہیں بچ جائیں۔ سندر سنگھ پنجاب یونیورسٹی کا فیلو خالصہ کالج امرتسر کی کمیٹی کا سکرٹری ہے اور امرتسر میں رہتا ہے ❖

۴۴۰۰ روپیہ کی پنشن کے عوض راجہ صورت سنگھ کو ۱۸۴۷ء میں اسی مالیت کی ایک علے الدوام جاگیر مل گئی تھی جو نسلاً بعد نسل جاری رہیگی مگر جانشینوں کا انتخاب گورنمنٹ کیا کریگی۔ جاگیر کی سالانہ آمدنی قریباً

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

سے بھاگے ہوئے آدمیوں کو لانے کے لئے بھیجی گئی تھی اور کئی اور موقع پر بھی میدان جنگ میں اس سے نمایاں بہادری ظہور میں آئی - ۶ جولائی کو راجپوتوں کی ایک جمعیت کے ساتھ جنہوں نے بنارس پر حملہ کیا تھا لڑتے ہوئے سردار صورت سنگھ کی ران پر تلوار کا سخت زخم آگیا جس کے سبب سے وہ کئی مہینے تک چارپائی پر پڑا رہا اور اسی زخم کی وجہ سے لنگڑا ہو گیا ۔

سنہ ۱۸۵۷ء کی خدمات کے صلے میں گورنمنٹ عالیہ نے سردار صورت سنگھ کو ۵۵۰۰ روپیہ سالانہ کی ایک پنشن عطا کی اور ڈمری ضلع گورکھپور واقع ممالک مغربی و شمالی میں ایک قیمتی علے الدوام جاگیر دی اور اس کو پنجاب میں واپس آجانے کی اجازت بھی مل گئی ۔

سنہ ۱۸۶۱ء میں مجیٹھہ واپس آنے سے اپنی وفات تک راجہ صورت سنگھ نے اپنا بہت سا وقت اپنی جائداد کی اصلاح میں صرف کیا - وہ محنتی اور کاروبار کا عادی تھا - سنہ ۱۸۷۵ء میں اُسے آنریری مجسٹریٹ مقرر کیا گیا اور سول و جوڈیشل اختیارات دیئے گئے جو یہ مجیٹھہ میں اپنے خرچ سے ایک معقول کچہری گھر بنا کر عمل میں لاتا رہا - سنہ ۱۸۷۷ء کے شاہی دربار دہلی کے موقع پر اسے راجہ کا خطاب ملا اور اسی سال میں اُسے سی - ایس - آئی بنا دیا گیا - سنہ ۱۸۸۱ء میں راجہ صورت سنگھ دو لڑکے امراؤ سنگھ اور سندر سنگھ چھوڑ کر مجیٹھہ میں فوت ہوا - امراؤ سنگھ اس کی جگہ خاندان کا بزرگ اور پراونشل درباری ہوا ہے - امراؤ سنگھ اور سندر سنگھ دونوں اپنے باپ کی وفات پر نابالغ تھے اور کورٹ آف وارڈز کی نگرانی میں سردار کپتان گلاب سنگھ اٹاری والا ان کا سرپرست اور جاگیر کا مہتمم تھا - سنہ ۱۸۸۸ء میں کپتان گلاب سنگھ کے مرجانے کی وجہ سے لالہ گورکھ رائے وکیل امرتسر

CSL

کوئی وجہ یقین کرنے کی نہیں کہ سکھ نمک حلال نہ تھے۔ مگر نمک حلالی کے ایسے سخت امتحان کے لئے وہ البتہ تیار نہ تھے چنانچہ اُنھوں نے توپوں پر حملہ کیا الا بڑا نقصان اُٹھا کر پس پا ہوئے اور میدان جنگ سے بھگا دئے گئے۔ اتفاقیہ بنارس کے خزانے پر جس میں کئی لاکھ روپیہ اور مہارانی جنداں کے بیس لاکھ کی مالیت کے جواہرات تھے سکھوں کی اس پلٹن کے کچھ آدمیوں کا پہرہ تھا جو مار دئے گئے۔ خزانے کے بالکل قریب ہی کلکٹر صاحب بہادر کی کچہری ایک مضبوط عمارت میں تھی جس کی چھت پر قریبا ۱۲ سول عہدہ دار فساد ہونے کی حالت میں خزانہ اور اپنی جانوں کے بچانے کے واسطے کھڑے تھے۔ جب سکھوں کی گارد نے اپنے رفیقوں کی سرگذشت سنی تو ان کی پریشانی اور غصہ حد درجے کو پہنچ گیا وہ بلاشبہ سرکش ہو کر خزانے کو لوٹ لیتے اور یورپین افسروں پر حملہ کرتے اگر سردار صورت سنگھ ان کے پاس جا کر اپنے ذاتی زور اور بڑے بحث مباحثے سے ان کو حق نمک کا پاس کرنے پر مجبور نہ کرتا۔ جون مہینے کی اس لمبی رات کو سردار مع پنڈت گوکل چند کے جو اس کی لیاقت کے ساتھ مدد کرتا رہا اُن سکھوں کی منت کرتا اور اُن کو بدلائل سمجھاتا رہا حتیٰ کہ صبح کے قریب یہ چھوٹی سی جمعیت گورہ فوج کی حفاظت میں ٹکسال کو بھیجی گئی۔ جونپور میں لدھیانہ کی پلٹن کی ایک اور جمعیت مقیم تھی۔ جب ان لوگوں نے اپنی پلٹن کی تباہی کا حال سنا تو ان کو سخت غصہ آیا۔ انھوں نے اپنے کمان افسر کو گولی سے مار دیا۔ صاحب جائنٹ مجسٹریٹ کو قتل کر دیا اور خزانہ لیکر لکھنؤ کو روانہ ہو گئے۔ اگر صورت سنگھ بہادری اور وفاداری نہ کرتا تو بنارس میں بھی ایسی ہی واردات قتل ہوتی۔ تھوڑے عرصے کے بعد سردار صورت سنگھ اُس فوج کا افسر مقرر ہوا جو سلطانپور

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

کی مگر اس میں اتنا حوصلہ نہ تھا کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی اور ترغیب دینے سے باز رہ سکتا تاہم اس کا جرم اتنا نہ تھا جتنا کہ صورت سنگھ کا اس لئے اس کی .... ۱۰ مالیت کی جاگیریں ضبط ہوگئیں مگر ۳۶۰۰ روپیہ سالانہ کی پنشن رہی جو وہ اپنی وفات یعنی ۱۸۵۳ء تک پاتا رہا۔ جب کاہن سنگھ کی جاگیریں ضبط ہوگئیں تو اس کے پاس دو ہاتھی تھے جن پر وہ تکلف اور شان وغیرہ کے مواقع پر چڑھا کرتا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ اور اس کے ہاتھی دونوں بیکار رہ کر پنشن پر گزارہ نہیں کر سکتے اس لئے ہاتھیوں سے کام لینے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے ایک چوکھٹا بنایا جس کے نچلی طرف قریباً بیس ہل لمبی قطار میں باندھ دئے اور اس چوکھٹے کے آگے اپنے ہاتھی جوتے۔ یہ زبرک حیوان مجیٹھہ کے کھیتوں میں اس طرح ہل چلاتے تھے کہ گویا پیدائش سے ہی اس کام کے لئے سدھے ہوئے ہیں اور اطراف سے لوگ یہ عجیب نظارہ دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ اس نے ایک بہت بڑا کنواں اور چرخ چوب بنوایا اور ہاتھیوں سے اُن کھیتوں کی جو اُنہوں نے جوتے تھے آبپاشی بھی کرائی ٭

غدر ۱۸۵۷ء کے وقت سردار صورت سنگھ بہ عالم جلاوطنی بنارس میں ہی تھا۔ برگشتگی ایام نے اس کو عقل سکھا دی تھی اور اب وفاداری میں اتنا ہی سرگرم تھا جتنا کہ پہلے بغاوت کرنے میں تیز و طرار۔ ۴ جون ۱۸۵۷ء کو دیسی پلٹن نمبر ۳۷ بنارس میں توڑ دی گئی اور لدھیانہ کے سکھوں کی پلٹن میں جو اُس وقت موجود تھی کچھ مشتبہ حرکات دیکھی گئیں اس لئے وہی توپیں جو ۳۷ نمبر کے سپاہیوں پر گولہ باری کر رہی تھیں ان سکھوں کی طرف موڑ دی گئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام معاملے میں سخت غلطی ہوئی اور

جولائی ۱۸۴۸ء میں بھی سردار چتر سنگھ کے ساتھ باغی ہو جانے کی بابت ذکر کرنا شروع کر دیا تھا اور جب اسے جولائی ۱۸۴۸ء میں ۵۰۰ سواروں کے ساتھ راجہ شیر سنگھ کے ساتھ شامل ہونے کے لئے طلب کیا گیا تھا تو راستے میں چتر سنگھ سے اس کی ایک اَور ملاقات ہوئی اور وہ راجہ شیر سنگھ کے پاس اُس کے باپ کا حکم باغی ہو جانے کا لایا۔ راجہ شیر سنگھ کی بغاوت کا بڑا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ صورت سنگھ اسے اُکساتا رہتا تھا۔ اس معاملے کی نسبت شیخ امام الدین کا یہ بیان ہے کہ ۱۴ ستمبر کی رات کو جب راجہ شیر سنگھ کے افسر ملتان پر اکٹھے ہوئے تو راجہ نے ان سے وفادار رہنے کی بابت بہت کچھ کہا مگر صورت سنگھ سپاہیوں کو بھڑکاتا رہا اور اس کے دلائل سے سپاہی ایسے بھڑک گئے کہ راجہ شیر سنگھ اپنی جان صرف اس طرح بچا سکا کہ سب کے ساتھ ہو کر مولراج کی طرف چلا جائے۔ جب شیر سنگھ ملتان سے روانہ ہوا تو صورت سنگھ فوج کے ایک حصے یعنی ۲۰۰۰ سپاہیوں اور دو توپوں پر کمیدان مقرر کیا گیا۔ اس حصے نے جلال پور ضلع گوجرانوالہ پر چڑھائی کی تو رستے میں بہت سی زیادتیاں کیں خاص کر چنیوٹ اور جھنگ میں جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے مسجدیں شہید کر دی گئیں اور بہت سے باشندوں کے ساتھ نہایت بے شرمی سے سلوک کیا گیا۔ صورت سنگھ نے بھی ملتان جاتے ہوئے گورنمنٹ کا دو لاکھ روپیہ لوٹ لیا مگر گجرات کی لڑائی کے بعد پاداش کا وقت آگیا یعنی صورت سنگھ کی جاگیریں جو ۲۲۵۰۰ روپیہ مالیت کی تھیں ضبط کر لی گئیں اور اس کو بنارس جانے کا حکم ہوا جہاں وہ بحالت نظر بندی ۷۲۰ روپیہ سالانہ پنشن پاتا رہا۔

کاہن سنگھ پر کچھ رحم کیا گیا۔ اس نے وفادار رہنے کی بہت کوشش

میں وہ ہزارے میں مارا گیا اور اس کا اکلوتا بیٹا صورت سنگھ جانشین ہوا۔ یہ نوجوان پشاور میں اپنے سواروں کے ساتھ مقیم رہا اور ۴۶-۱۸۴۵ء کی پنجاب کی پہلی لڑائی کے دوران میں اسے نوشہرہ کے اردگرد کے علاقے میں جہاں بہت فساد مچا ہوا تھا امن قائم رکھنا پڑا۔ راجہ لال سنگھ نے اپنی وزارت کے زمانے میں صورت سنگھ کو بہت ترغیب دی کہ وہ اپنی جاگیر واقع جہلم کا باری دوآب والی جاگیر سے تبادلہ کر لے اور جب سردار نے نہ مانا تو راجہ نے اپنے بھائی امرچند کو جبراً جاگیر مذکور اور قلعہ سید قاصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔ صورت سنگھ نے اس جبر کا مقابلہ کیا لیکن اگر لال سنگھ کی کشمیر کی سازشوں کی وجہ سے ۱۸۴۶ء کے اخیر میں بربادی نہ ہو جاتی۔ تو وہ آخر کار مقابلے میں مغلوب ہو جاتا۔ پھر بھی یہ ہوا کہ سردار کی جاگیروں کا بہت سا حصہ ضبط ہو گیا مگر ۱۸۴۷ء میں اسے پھر واپس مل گیا۔ جب ۱۸۴۸ء کی بغاوت شروع ہوئی تو سردار کاہن سنگھ پشاور میں اردلی رجمنٹ کا کمیدان تھا۔ وہ جوش نمکحلالی سے زیادہ اپنی بزدلی کے باعث اپنی سرکار کا اخیر تک وفادار رہا اور جب پشاور کی فوجیں باغی ہو گئیں تو اس نے ان کو اپنے کام پر واپس آنے کی حتے المقدور ترغیب دی مگر جب سردار چتر سنگھ اٹاری والا پشاور پہنچا تو کاہن سنگھ اپنی مرضی کے خلاف اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور باغی فوج کے ساتھ ہو کر لڑائی کے خاتمے تک لڑتا رہا۔

مگر سردار صورت سنگھ کسی طرح بھی اپنے چچازاد بھائی کے شک و شبہ یا خوف وہراس میں حصے دار نہ تھا۔ وہ پہلے ہی سے باغیوں کے ساتھ شامل تھا اور بلا شبہ بغاوت کے بانی مبانی لوگوں میں تھا۔ معلوم ہوتا ہے اس نے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

حاصل کی اور اس کے چچیرے بھائی کاہن سنگھ کو جس کا باپ سردار عطر سنگھ ہزارے میں مارا گیا تھا اسی مالیت کی کوٹ بھائی اور سید پور کی جاگیر ملی۔ امر سنگھ کا باپ کاہن سنگھ بڑا نامی سپاہی تھا۔ یہ امر سنگھ کلاں مشہور تھا اور سردار مہتاب سنگھ مجیٹھیہ کا باپ امر سنگھ خورد کہلاتا تھا ؛

جب دیوان رام دیال ہزارے میں مارا گیا تو امر سنگھ کلاں اس علاقے کا ناظم مقرر ہوا۔ اوّل اوّل تو اس کی نظامت کے عہد میں کم و بیش امن رہا مگر آخر کار اس کا محمد خاں ترین سے جو ایک نامی رئیس تھا تنازعہ ہو گیا اور تاراگڑھ کے مقام پر اس نے اقوام ڈھنڈ۔ ترین۔ تنول اور کھرل کو جنہوں نے محمد خاں کا ساتھ دیا تھا شکست فاش دی۔ لڑائی ختم ہونے اور دشمن کے بھاگ جانے کے بعد سکھ فوج میدان جنگ سے ہٹ آئی تو امر سنگھ جو بہت پیاسا اور تھکا ماندہ تھا سمندر نامی چھوٹے سے نلے پر نہانے اور پانی پینے گیا اس کے ساتھ صرف چند سوار تھے اور دشمن جو واپس آرہے تھے ان کی کمزوری دیکھکر ان پر پل پڑے اور امر سنگھ اور اس کے ہمراہیوں کو مار دیا گو انہوں نے بڑا سخت مقابلہ کیا۔ ایک مہینے تک سردار کی لاش وہیں پڑی رہی جہاں یہ گرا تھا مگر آخر کار سکھوں نے تلاش کر لی اور مناسب عزت کے ساتھ جلادی ؛

آج کے دن تک یوسف زئی کے علاقے میں امر سنگھ کا نام لوگوں کو خوب یاد ہے اور وہاں کے لوگ ابھی تک ایک بڑا درخت دکھاتے ہیں جو تیر سے آر پار چھدا ہوا ہے جس کی بابت بیان کرتے ہیں کہ یہ تیر امر سنگھ کی کمان سے چھوٹا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس خاندان کے پرانے علاقے دھنی کا انتظام عطر سنگھ کے سپرد ہوا گو اس نے اس پر بطور جاگیر قبضہ نہیں کیا ۱۸۴۳ء

بھائی سرداران سوکر چکیہ کی قسمت سے وابستہ تھے - عزت سنگھ نے ایک
ٹکڑہ علاقہ دھنی کا اپنے واسطے حاصل کیا جسے بہت مشکل سے اور ہمیشہ
لڑ جھگڑ کر اپنی وفات یعنی سنہ ۱۷۷۲ء تک اپنے قبضے میں رکھا - اسکے
بیٹے فتح سنگھ اور جیمل سنگھ اس وقت بالکل بچے تھے اس لئے اسکے
بھائی سہاج سنگھ نے جاگیر مذکور دبالی - سنہ ۱۷۸۱ء میں سہاج سنگھ فوت
ہوا اور اس کا سب سے بڑا بیٹا اوتم سنگھ تمام ترکے کا وارث بنا اور فتح سنگھ
اور جیمل سنگھ نے جن سے امید تھی کہ وہ واجبی طور پر اپنے باپ کے حصے
کا دعوےٰ کرینگے اس میں کوئی مزاحمت نہیں کی - یہ چچیرے بھائی بالاتفاق
رہتے رہے اور جب رنجیت سنگھ کو عروج حاصل ہوا تو یہ اسکے مطیع ہو گئے
اور خراج ادا کرنے پر ان کا علاقہ ان کے نام مستقل ہو گیا مگر اس کے
ذرا بعد سنہ ۱۸۰۴ و ۱۸۰۵ء میں مہاراجہ نے راولپنڈی کی جانب کوچ کیا اور ٹیلا
ورہتاس کے وسیع و مستحکم قلعے کو زیر فرمان کرنے کا خواہاں ہوا - یہ قلعہ جہلم سے
۱۰ میل کے قریب فاصلے پر واقع ہے اور سردار چڑت سنگھ نے افغانوں سے
حاصل کیا تھا - پہلے تو حاکم قلعہ سردار اتم سنگھ نے مہاراجہ کی بات سے انکار کر دیا مگر
پھر بیشتر اس کے کہ لڑائی شروع ہو اس نے کچھ سوچ سمجھکر قلعہ اور علاقہ دونوں
مہاراجہ کو دیدئے جس نے قلعہ تو موہر سنگھ لمبا اور نور خاں کے تحت میں کر دیا
اور آپ ساری دھنی ملک پر تصرف کر لیا جو اس زمانے میں گھوڑوں کی
نسل کے واسطے مشہور تھا - اوتم سنگھ کا متبنٰے بیٹا عطر سنگھ سنہ ۱۸۰۹ء میں راولپنڈی
کے قریب کے علاقے کا ناظم مقرر کیا گیا - اوتم سنگھ سنہ ۱۸۲۷ء میں فوت ہوا اور
اس کی تمام جاگیریں ضبط ہو گئیں مگر ایسا نہیں ہوا کہ اس کے خاندان کو
گزارہ بھی نہ ملے - عطر سنگھ نے تو سیدّ قاصرہ اور گنجا محل کی ۲۸۰۰ کی جاگیر

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT

CSL

سردار امراؤ سنگھ مجیٹھیہ

گوجر

۱ دیگھو — ۲ تیغو

دیگھو: درگا سنگھ

امر سنگھ

سردار کاہن سنگھ (وفات ۱۸۵۳ء)

تیغو: ۱ عزت سنگھ (وفات ۱۷۷۲ء) — ۲ سہاج سنگھ (وفات ۱۷۸۱ء)

عزت سنگھ: ۱ فتح سنگھ — ۲ جیمل سنگھ (متوفی)

سہاج سنگھ: سردار اتم سنگھ (وفات ۱۸۲۷ء)

۱ چنداسنگھ (متوفی) — ۲ سردار عطر سنگھ (وفات ۱۸۳۲ء) — ۳ دیسا سنگھ (وفات ۱۸۹۴ء) — ۴ ہیرا سنگھ — ۵ پرتاب سنگھ (وفات ۱۸۹۶ء)

۱ پریم سنگھ — ۲ گھر سنگھ

گاما سنگھ — بیساکھا سنگھ — بیوا سنگھ

۱ شام سنگھ — ۲ جواہر سنگھ — ۳ جوند سنگھ

راجہ صورت سنگھ سی ایس آئی (وفات ۱۸۸۱ء)

۱ ہرنام سنگھ (ولادت ۱۸۶۴ء) — ۲ چنداسنگھ (ولادت ۱۸۶۶ء) — ۳ پردومن سنگھ (ولادت ۱۸۶۸ء) — ۴ کرپال سنگھ (وفات ۱۸۹۲ء)

۱ سردار امراؤ سنگھ (ولادت ۱۸۶۹ء) — ۲ سندر سنگھ (ولادت ۱۸۷۲ء)

کرم سنگھ (ولادت ۱۹۰۰ء) — گوربخش سنگھ (ولادت ۱۹۰۶ء) — مہندر سنگھ (ولادت ۱۹۰۳ء) — جنمیجا سنگھ (ولادت ۱۹۰۱ء)

برام سنگھ (ولادت ۱۸۹۵ء) — ستیاوان سنگھ (ولادت ۱۸۹۴ء) — دربکا سنگھ (ولادت ۱۸۹۶ء) — کرپال سنگھ (ولادت ۱۸۹۱ء) — نرائن سنگھ (ولادت ۱۸۹۳ء) — سُرندر سنگھ (ولادت ۱۸۹۵ء) — کرتار سنگھ (ولادت ۱۹۰۲ء) — منا سنگھ (ولادت ۱۹۰۶ء)

۱ گنڈا سنگھ — ۲ نند سنگھ — کیسر سنگھ

۱ لال سنگھ — ۲ کرتار سنگھ — ۱ بچتّار سنگھ (ولادت ۱۸۹۶ء) — ۲ ندھان سنگھ (ولادت ۱۹۰۱ء) — ۳ دیپ سنگھ (ولادت ۱۹۰۵ء)

خاندان مجیٹھیہ کے اور اشخاص کی طرح عزت سنگھ اور سہاج سنگھ دونوں

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
SL

وصیت پر جھگڑا کیا مگر بہت دیر مقدمہ بازی ہونے کے بعد آخر کار آپس میں صلح ہوگئی اور حق نان نفقہ کے علاوہ جس کے لینے کی وہ بروئے وصیت نامہ حقدار ہے اسے ۵۰ ہ روپیہ تاحین حیات دینا خیراتی کاموں کے امینوں نے منظور کیا ہے ؂

اس خاندان کے آخری نرینہ رکن سردار گجندر سنگھ کے قبضے میں قریباً ۳۰۰۰ ایکڑ اراضی تھی جو زیادہ تر ضلع امرتسر کی تھی سردار گجندر سنگھ نے مہاراجہ شیر سنگھ کے متبنٰے بیٹے کنور نرائن سنگھ لاہور والے کے خاندان میں شادی کی - وہ امرتسر شہر میں رہا کرتا تھا مگر رفاہ عام کے کاموں میں کوئی حصہ نہ لیتا تھا - وہ ایک بیوہ ہرنام کور اور ایک ننھی لڑکی چھوڑ کر ۲۴ سال کی عمر میں دسمبر ۱۹۰۸ء میں فوت ہوگیا - بقیاس غالب ہرنام کور اور سردار دیال سنگھ کی بیوہ میں مقدمہ بازی ہوگی ؂

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

۱۸۴۵ء میں اگر سردار لہنا سنگھ کی شہرت اور انتظامی لیاقت کا کوئی آدمی پنجاب میں سرگروہ بن جاتا تو جو بڑی تباہیاں اس ملک پڑیں وہ نہ پڑتیں مگر وہ سچا محب وطن نہ تھا۔ وہ یہ نہیں سمجھتا تھا کہ مدبر ملک اور درحقیقت ہر ایک بہادر آدمی کا مذہب یہ ہے کہ خوف وخطرے کے وقت اپنے ملک کا حامی رہے جو مصیبتیں پڑیں اُن میں شریک ہو اور اگر ضرورت پڑے تو اپنے ملک کے ضائع ہونے کے ساتھ اپنے آپ کو بھی ضائع کردے*

سردار لہنا سنگھ نے ایک لڑکا سردار دیال سنگھ چھوڑا جس نے اچھی تعلیم پائی تھی اور انگریزی فارسی اور ہندی خوب جانتا تھا۔ یہ بڑا متمول آدمی تھا اور بہت سی زرعی اور سکنی جائداد رکھتا تھا۔ اسے ۶۰۰۰ روپیہ کی علے الدوام اور ۵۲۰۰ روپیہ کی دھرم ارتھ جاگیریں ملتی تھیں۔ آخرالذکر جاگیروں سے ۱۲۰۰ روپیہ تلوک ناتھ ضلع کانگڑہ کے مندر میں گرنتھ پڑھنے والوں کو ملتا تھا۔ اس کے قبضے میں وہ جائداد بھی تھی جو اس کے باپ نے اضلاع امرتسر۔ گورداسپور اور فیروزپور میں خریدی تھیں اور کچھ اراضیات ضلع شاہ آباد واقع بنگال کی تھیں۔ سردار دیال سنگھ ضلع امرتسر کی ساری جدی جائداد اپنے چچیرے بھائی گجندر سنگھ کے نام کرکے ۱۸۹۸ء میں لاولد فوت ہوا۔ باقی جائداد جس میں وہ اراضیات اور مکانات شامل تھے جو اس کے باپ نے اور اس نے خود خرید کئے تھے مختلف رفاہ عام کے خیراتی کاموں میں لگانے کے لئے چھوڑ گیا۔ رفاہ عام کے کاموں میں بڑا کام لاہور میں ایک دستکاری سکھانے کا کالج اور ایک عام کتب خانہ بنانا تھا۔ اس نے ایک معقول رقم اخبار "ٹربیون" چلانے کے لئے دی جس میں اس کو بڑی دلچسپی تھی۔ اس کی بیوہ نے اس کی

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
GSL

رہائی پر یہ بدگمانیاں غائب تھیں۔ اس چوری کا الزام معمولی چوروں پر تھوپا گیا مگر باور کیا جاتا ہے کہ اس نقدی کا حال تو صاحب اقتدار اور بڑے بڑے سرداروں ہی کا دل خوب جانتا تھا۔ دربار نے اس کی جاگیر ضبط کر لی تھی لیکن الحاق کے بعد اس کا ڈھائی ہزار روپیہ سالانہ کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ لہنا سنگھ کی وفات پر یہ وظیفہ بھی بند ہو گیا اور گورنمنٹ نے اسے تین ہزار روپیہ سالانہ کی نقد پنشن عطا کی جو وہ ۱۸۷۲ء یعنی اپنی وفات تک لیتا رہا +

سردار لہنا سنگھ ۱۸۵۱ء میں پنجاب واپس آ گیا مگر دو سال بعد پھر بنارس چلا گیا جہاں ۱۸۵۴ء میں فوت ہوا۔ یہ بڑا قابل ہنرمند دستکار اور جدت طراز آدمی تھا۔ اس نے سکھ توپخانے کو بڑی ترقی دی اور اسکی بنائی ہوئی بہت سی خوبصورت توپیں علی وال اور اور لڑائیوں میں گئیں۔ دوسری چیزوں کے علاوہ اس نے ایک گھنٹہ ایجاد کیا تھا جو ساعت۔ مہینے کا دن اور چاند کی تبدیلیاں ظاہر کرتا تھا۔ اس کو علم ہیئت اور ریاضی کا بہت شوق تھا اور کئی زبانیں بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ بہ حیثیت منتظم کے لہنا سنگھ بدرجہ غایت ہردلعزیز رہا۔ اس نے غریبوں پر کبھی جبر نہیں کیا اس کا تشخیص معاملہ بھی بہت نرم ہوتا تھا اور اسکے فیصلجات ضروری طور پر منصفانہ ہوتے تھے۔ مدبر ہونے کے لحاظ سے لہنا سنگھ لاہور میں قریباً ایک ہی ایماندار آدمی کہا جا سکتا ہے۔ غبن اور رشوت ستانی کا بازار گرم رہتا تھا مگر لہنا سنگھ کبھی ان کو چھوتا تک نہ تھا۔ اس کے گرد و پیش تمام حریص اور ناعاقبت اندیش اور منصوبے باز تھے مگر اس نے اپنی دیانت داری پر دھبہ نہ آنے دیا +

دھرم ارتھ جاگیریں اور پندرہ ہزار کی وہ جاگیر جو خدمات کے صلے میں ملی تھی اس کے نام جاری رہیں۔ باقی تمام جاگیریں ضبط ہوگئیں مگر دربار نے وعدہ کر لیا کہ جب وہ واپس آئیگا تو بحال کردی جائینگی ۔

ستلج کی لڑائی کے ختم ہونے پر سردار رنجودھ سنگھ جو صلح کے بالکل خلاف تھا ایک انگریز افسر کے ہمراہ قلعہ دار کانگڑہ کی فہمائش کے واسطے بھیجا گیا۔ اُس نے اس کام کی تکمیل میں بہت کوشش نہیں کی اور اس بات کے یقین کرنے کی بہت سی وجوہات ہیں کہ اسی کے برانگیختہ کرنے سے اہل قلعہ نے اتنی دیر مقابلہ کیا کہ اور کسی صورت میں نہ کر سکتے تھے۔ بعد ازاں وہ لاہور کا جج مقرر ہوا مگر اس عہدے پر اُس نے قابل اطمینان کام نہیں کیا۔ جب اس کے بھائی کے ساتھ تنازعہ کا آخری فیصلہ ہوگیا تو کچھ توپیں جو لہنا سنگھ کو واپس کردینی چاہیئے تھیں رنجودھ سنگھ نے امرتسر کے ایک گھر میں چھپا رکھیں اور اُن کے چھپانے سے انکار کردیا مگر جب جبراً تلاشی لی گئی تو ایک بڑی توپ بم کے گولوں کی دو بارہ سیر کے گولوں کی اور ایک تین سیرے گولے کی ملی۔ اس بدچلنی سے دربار نے رزیڈنٹ کی استدعا پر اسے عہدۂ ججی سے جس پر وہ سردار کاہن سنگھ مان کی جگہ مقرر ہوا تھا علیحدہ کردیا۔ دوسرے سال یعنی ۱۸۴۸ء میں ملتان کے غدر کے شروع ہونے کے فوراً بعد اس کی مولراج کے ساتھ سازشی خط و کتابت پکڑی گئی جس پر اسے قید کردیا گیا اور صرف اُسی وقت چھوڑا گیا جبکہ لڑائی ختم ہوگئی ۔

جب رنجودھ سنگھ قید کرکے قلعے بھیجا گیا تو ۱۰۰۰۰ بدکیاں* ایک صندوق میں مقفل اس کے لاہور والے مکان میں رہ گئی تھیں اور اس کی

* ایک طلائی سکہ جو اُس زمانے میں پانچ روپے کا ہوتا تھا ۔

اس لڑائی کے ختم ہونے کے فوراً بعد سردار لہنا سنگھ کونسل اور رزیڈنٹ کے بلانے پر کلکتہ سے واپس آگیا مگر اس نے باقاعدہ طور پر کونسل میں داخل ہونے سے انکار کردیا اور اس پر راضی ہوا کہ اگر اپنے طور پر اس سے کوئی صلاح لی جائیگی تو حتےٰ المقدور دیدیا کریگا اور امرتسر۔ گوبند گڑھ اور مانجھ کے اس تمام بڑے لمبے چوڑے علاقہ کا جو راوی اور بیاس کے درمیان پہاڑی علاقہ سے قصور تک تھا حاکم ہونا منظور کرلیا۔ اب لہنا سنگھ اور رنجودھ سنگھ میں بڑا تنازع شروع ہوگیا۔ رنجودھ سنگھ نے اڑھائی سال تک بڑے کٹھن وقتوں میں ان جاگیرات کو جو اس کے سپرد کی گئی تھیں سنبھالے رکھا تھا اور اب لہنا سنگھ کی واپسی پر اس نے ان کے نصف حصہ کا دعوےٰ کردیا۔ لہنا سنگھ کا ارادہ یہ تھا کہ رنجودھ سنگھ کو وظیفہ کے طور پر ساری جاگیر کے قریباً بیسویں حصہ کے قریب دے دیگا۔ مگر رنجودھ سنگھ کا دعوےٰ اور لہنا سنگھ کا ارادہ دونوں ناجائز تھے اور سر ہنری لارنس صاحب بہادر بالقابہ کو اس معاملہ کو طے کرانے اور لہنا سنگھ کو اپنے سوتیلے بھائی کے نام ۱۲۰۰۰ روپیہ کی جاگیر کردینے کے لئے تیار کرنے میں پورا زور لگانا پڑا۔

اگست سنہ ۱۸۴۶ء میں لہنا سنگھ کونسل میں شامل ہونے پر راضی ہوگیا۔ اس نے مانجھے میں بہت اچھا انتظام کیا تھا۔ اگرچہ وہ سخت سزا دینے کے خلاف تھا۔ تاہم اس نے ملک کو راہزنوں اور ڈاکوؤں سے جو لڑائی کے ختم ہونے کے بعد لوٹ مار کیا کرتے تھے صاف کردیا اور کوئی سردار بھی ایسا نہیں تھا جس کی حکومت عام طور پر پسند ہو۔ مگر اس کی جہاندیدہ آنکھ نے دیکھ لیا کہ فساد برپا ہونے کے آثار ہیں اور پنجاب چھوڑ دینے پر آمادہ ہوگیا جنوری سنہ ۱۸۴۸ء میں وہ بنارس چل دیا۔ اس کی ۲۴۰۰۰ روپیہ کی ذاتی اور

اُس مہم سے جو وزیر جواہر سنگھ نے راجہ گلاب سنگھ والیِ جموں کے خلاف روانہ
کی تھی واپس آئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اور وہ انگریزوں کے ساتھ جن سے
اسے بہت محبت نہ تھی لڑنے کے لئے بالکل آمادہ تھا۔ اس نے اپنے
بریگیڈ کو جس میں ۱۰۰۰۰ آدمیوں کی پلٹنیں ۷۰ توپیں اور کچھ بے قاعدہ
سوار تھے پھلور پر چڑھایا اور ۱۷ جنوری ۱۸۴۶ء کو دریائے ستلج اس ارادے
سے عبور کیا کہ اگر ممکن ہو تو لدھیانہ پر حملہ کرے اور محاصرے کی توپیں جو فوج
انگریزی کے صدر مقام کو جاتی تھیں چھین لے۔ ۲۱ جنوری کو اس نے نارووال
پر سر ہیری سمتھ کی فوج کو جو لدھیانہ کی طرف جا رہی تھی روک لیا اور اپنی
سپہ سالاری کی حکمت و قابلیت سے نہیں بلکہ فوج انگریزی کے تھکا ماندہ ہونے
کی وجہ سے فوج کا قریباً سارا اسباب چھین لیا۔ اس معاملے سے رنجودھ سنگھ
کی فوج میں جس میں سردار اجیت سنگھ والیِ لاڈوا بھی شامل ہو گیا تھا اس قدر
جرات پیدا ہو گئی کہ ۲۸ جنوری کو علی وال کے مقام پر انہوں نے اپنے جرنیل
کے حکم کے خلاف انگریزی فوج پر حملہ کرنے کے لئے ایک محفوظ و مضبوط مقام کو
بھی چھوڑ دیا۔ جو شکست اس موقع پر ان کو ہوئی ایک تاریخی بحث ہے اور یہاں
اس کے ذکر کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ رنجودھ سنگھ اگر کچھ تھا تو زیادہ سے زیادہ
دوسرے سکھ سپہ سالاروں سے اچھا تھا (بشرطیکہ ایسے لوگ جو ہمیشہ مارتوں
کے پیچھے اور بھاگتوں کے آگے ہوتے سپہ سالار کہے جانے کے قابل ہوں)
اس کی جرنیلی ویسی ہی ذلیل تھی جیسی راجہ لال سنگھ کی اور اسکی بزدلی ایسی
نمایاں تھی جیسی کہ راجہ تیج سنگھ کی مگر البتہ وہ دغاباز نہ تھا۔ راجہ لال سنگھ کی طرح
اس کے معتمد سرکار انگریزی کے کیمپ میں نہ تھے اور نہ ہی وہ راجہ کی طرح
انگریزوں کی فتح کی خیر مناتا یا اس کے لئے کوشش کرتا تھا۔

CSL

سنہ ۱۸۴۰ء میں رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد شہزادہ نونہال سنگھ نے ایک فوج سردار اجیت سنگھ سندھانوالیہ اور جنرل ونچورا کے ماتحت منڈی پر بھیجی۔ راجہ بلبیر سین قیدی بنا کر امرتسر لایا گیا اور گوبند گڑھ کے قلعے میں رکھا گیا اس کا علاقہ سکھوں کے علاقے کے ساتھ شامل کر لیا گیا مگر لہنا سنگھ نے اپنے پرانے دوست (راجہ منڈی) کے معاملے میں خاص التفات صرف کی اور جب مہاراجہ شیر سنگھ تخت نشین ہوا تو اس نے اُس کو رہا کرانے کے علاوہ اُس کا ملک بھی واپس دلا دیا۔ لہنا سنگھ نے سندھانوالیوں اور دوسرے رؤسا کے ساتھ اُس عہد نامے پر دستخط کئے جس کے رو سے کم سے کم کچھ عرصے کے لئے شیر سنگھ کو تخت سے علیحدہ کر دینا قرار پایا تھا اور جب شیر سنگھ نے لاہور پر چڑھائی کی اور قلعے کا محاصرہ کر لیا تو لہنا سنگھ کو بڑا خوف پیدا ہوا اس نے اپنے آپ کو محاصرے کے اختتام تک جمعدار خوشحال سنگھ کے گھر میں چھپائے رکھا۔ جب راجہ ہیرا سنگھ کو اختیار حاصل ہوا تو سردار لہنا سنگھ کے دل میں جس سے وزیر کا معتمد پنڈت جلا نفرت کرتا تھا اپنی جاگیریں یا اپنی زندگی کھوئے جانے کے خوف سے یکایک مذہبی خیالات پیدا ہو گئے اور وہ پنجاب چھوڑ کر تیرتھوں کو روانہ ہو گیا۔ وہ پہلے پہل ہردوار گیا اور پھر بنارس۔ الہ آباد، جگن ناتھ اور کلکتے پہنچا۔ اور آخر الذکر جگہ میں مقیم تھا جبکہ نومبر سنہ ۱۸۴۵ء میں ستلج کی لڑائی شروع ہوئی۔ پنجاب سے روانہ ہونے سے پہلے اس نے اپنی جاگیروں کا انتظام اپنے سوتیلے بھائی رنجودھ سنگھ کے حوالے کر دیا تھا جو ایک پہاڑی عورت کے بطن سے دیسا سنگھ کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔

سردار رنجودھ سنگھ اس موقع پر سکھ فوج کا ایک جرنیل تھا۔ اسے

CSL

ہیں لہنا سنگھ کو سب سے زیادہ رسوخ تھا اور اس کی صلاح و مشورے کا مہاراجہ بڑا لحاظ کیا کرتا تھا اور اس کا خطاب حسام الدولہ تھا ؛

۱۸۳۴ء میں لہنا سنگھ کے بھائی گوجر سنگھ مجیٹھیہ کو اس مشن کا افسر منتخب کیا گیا جو بادشاہِ انگلستان کے لئے تحفے لیکر کلکتے جانے والی تھی اس کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ اگر ممکن ہو تو شکارپور کی نسبت سرکار انگریزی کا منشا دریافت کرنے کی کوشش کرے مگر یہ انتخاب کچھ اچھا نہ ہوا۔ سردار گوجر سنگھ معمولی لیاقت کا نہایت خودبین اور عیاش طبیعت نوجوان تھا۔ وہ اپنے ساتھ سکھ فوج کے سو نہایت چیدہ سپاہی چن کر اور بڑی شان شوکت کا ٹھاٹھ بنا کے اپنے ساتھ لے گیا۔ اس کے ساتھ اسے اعتدال میں رکھنے کے لئے رائے کشن چند کا بھائی رائے گوبند جس۔ گلاب سنگھ کمیدان جو بعد ازاں کلکتیا کہلایا اور دیوا سنگھ کمیدان بھی بھیجے گئے۔ ان لوگوں کو اس سردار کی وجہ سے جو کلکتے میں ایک یورپین عورت پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہو گیا بڑی تکلیفیں پیش آئیں۔ گوبند جس نہایت پریشان تھا اور رنجیت سنگھ اس قدر غصے ہوا کہ اس کے واپس آنے پر اس کو کچھ عرصے کے لئے دربار سے نکال دیا۔ وہ اپنے ساتھ شکارپور کی نسبت کوئی خبر نہیں لایا بلکہ اپنے میں بہت سی انگریزوں کی عادات اور عجیب عجیب صفات پیدا کر لایا جن کے سبب سے دربار لاہور میں بڑی دل لگی رہتی تھی۔ دوسرے انگریزی ذوق و شوق میں جو گوجر سنگھ نے حاصل کئے ایک شوق شمپین شراب پینے کا بھی تھا جس کے نشے میں کلکتے سے اس آنے کے قریباً دو سال بعد ایک شام کو وہ امرتسر میں اپنے مکان کی منڈیر پر چڑھ گیا اور قریباً چالیس فیٹ کی بلندی سے گرتے ہی مر گیا +

لہنا سنگھ اس منحوس کام کو سرانجام دینے کے لئے منتخب کیا گیا۔ یہ فتنہ پرواز سردارنی پکڑی گئی اور گرفتار کر کے امرتسر بھیج دی گئی۔ اس کی تمام جاگیریں ضبط کر لی گئیں اور اس متقدر کنھیا مسل نے بھی جس کی وہ سرغنہ تھی اسکے چھڑانے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔ رنجیت سنگھ کو یہ امید نہ تھی کہ وہ ایسی آسانی سے کامیاب ہوجائیگا اور اس نے بھرے دربار میں کہہ دیا کہ "سب کنھیا سردار بزدل اور دغاباز ہیں"۔ اُن اشخاص میں سے جنہوں نے یہ تقریر سُنی جودھ سنگھ ہرچند رہی بھی تھا جو وہاں سے فوراً روانہ ہو گیا اور چند آدمیوں کے ساتھ قلعہ نانگا میں جا بیٹھا اور کچھ عرصے تک بہادری سے اسے بچاتا رہا۔ قلعۂ اٹال گڑھ بھی تین ہفتے تک مہاراجہ کے قبضے میں نہیں آیا جسے مائی سدا کور کی کنیزوں میں سے ایک کنیز جس میں معلوم ہوتا ہے کہ اپنی مالکہ کا کچھ جوش پیدا ہو گیا تھا بچاتی رہی +

دیسا سنگھ کی وفات کے بعد اس کا لڑکا راوی اور ستلج کے پہاڑی درمیانی علاقے کا حاکم مقرر ہوا اور ۱۸۴۴ء کے شروع تک اس عہدے پر ممتاز رہا۔ لہنا سنگھ پہاڑی علاقے میں نہیں رہتا تھا بلکہ امرتسر اور مجیٹھہ میں رہا کرتا تھا۔ اول الذکر جگہ میں وہ اپنے باپ کی طرح دربار صاحب کا مہتمم تھا۔ یہ منصب بڑی عظمت کا تھا اور اس کے اہتمام کے لئے بڑی عقل حکمت اور معاملہ فہمی درکار تھی۔ لہنا سنگھ سال میں ایک دفعہ پہاڑی علاقے کے حالات دریافت کرنے رعایا کی حق رسی کرنے اور حسابات کی پڑتال کرنے کے لئے دورہ کیا کرتا تھا۔ وہ حلیم الطبع اور فیاض آدمی تھا اور دیسا سنگھ کی طرح سکھوں کے عہد میں (جو سخت گیری غارت گری اور رشوت ستانی کے لئے مشہور تھا) بہترین ناظموں میں تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حضور

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT

CSL

تکلف سے ملاقات ہوئی گر مہاراجہ کو حسد ہوا اور اس نے دیسا سنگھ کو کچھ عرصے تک کسی انگریز افسر سے کسی قسم کی ملاقات کرنے کی ممانعت کردی۔ مسٹر مورکرافٹ صاحب بہادر سے جو ۱۸۲۰ء میں امرتسر سے گزرے دیسا سنگھ اسی ممانعت کی وجہ سے ملاقات نہیں کرسکا۔ قریباً اسی وقت سردار دیسا سنگھ کو علاقہ بھاگووالہ واقع ضلع فیروزپور عطا ہوا جس میں اس نے ایک قلعہ بنایا اور علاقۂ ملانوالہ کے کچھ مواضعات پر جو سردار اہلووالیہ کے قبضے میں تھے بزور تصرف کرلیا۔ دیسا سنگھ کی بہت سی جاگیر تھی۔ رنجیت سنگھ کے زمانۂ حکمرانی میں اُس نے اور اس کے بیٹے لہنا سنگھ نے ۰۲۵۸۲۲۱ روپیہ سالانہ مالیت کی جاگیریں حاصل کیں جن میں مجیٹھہ۔ تلوک ناتھ۔ بھاگووالہ۔ ہرانی بھاگا جاگیر کا جس کا یہ ناظم بنایا گیا تھا بہت سا حصہ۔ بھاؤوال۔ ہریکے۔ خودپور۔ نوشہرہ ننگلی اور زمانا باد ضلع کانگڑہ شامل تھے ؛

سردار دیسا سنگھ ۱۸۳۲ء میں فوت ہوا اور اس کی تمام جاگیروں کا وارث اس کا بڑا بیٹا سردار لہنا سنگھ ہوا اس نے بھی ویسی ہی عزت وتوقیر حاصل کی جیسی اس کے باپ کو حاصل تھی۔ وہ مدت العمر خوش حال اور صاحب ثروت رہا۔ اور اُس کے بادشاہ کی جس نے اُسے کثیرالاقتدار کا خطاب دیا تھا اس پر کبھی مہربانی کم نہیں ہوئی۔ لہنا سنگھ بہادر اور کامیاب سپاہی ہونے کے ساتھ دانا اور فیاض حاکم بھی تھا۔ تمام لوگ جن کو اس نے کبھی ایذا نہیں دی ایک عرصے تک اس کا نام محبت سے یاد کرتے رہتے

سردار لہنا سنگھ نے ۱۸۱۸ء کی جنگ ملتان میں نمایاں خدمات کیں اور فوراً اپنی قابلیت اور لیاقت کی وجہ سے مشہور ہوگیا جب رنجیت سنگھ نے اپنی خوشدامن مائی سدا کور کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا تو

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

کے وسط میں واقع ہے چڑھائی کی اس پر راجہ گولیر کا وزیر دھیان سنگھ
کہ اپنے عہدے کے اقتدار کی وجہ سے خود مختار سا رئیس بن گیا تھا قابض
تھا۔ مہاراجہ نے دیسا سنگھ سے یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ اس قلعہ کو ایک ہفتہ
میں فتح کریگا تو اسے تلوک ناتھ کا نصف علاقہ جس میں قلعۂ مذکور تھا جاگیر
میں دیا جائیگا چنانچہ پھرتیلے سردار نے وقت مقررہ کے اندر ہی اندر یہ کام
کرلیا اور علاقۂ مذکور کی ۰۰۰، روپے کی جاگیر حاصل کی۔ دو سال بعد
دیسا سنگھ راجہ ہرپور کا جسے بے شرمی سے لاہور میں گرفتار کرلیا گیا تھا
علاقہ سکھوں کے ملک میں شامل کرلینے کے لئے بھیجا گیا۔

اس کے بعد سردار دیسا سنگھ شہر امرتسر کا ناظم مقرر ہوا اور ۱۸۱۸ء میں
شہزادہ کھڑک سنگھ کی فوج کے ساتھ شامل ہوکر ملتان کی لڑائی میں نمایاں
خدمات بجا لایا۔ اس کے بعد وہ پھر پہاڑی ریاستوں کی نظامت پر واپس
آگیا اور حسب معمول مختلف ریاستوں سے ان کے ذمے کا مالیہ اور خراج
وصول کیا۔ ان ریاستوں میں سے صرف بلاسپور نے سرکشی کی جس پر
دیسا سنگھ نے راجہ کے خلاف فوج کشی کرکے اس کا سارا علاقہ دبا لیا جو
دریا کے اس طرف تو سکھوں کے علاقہ میں تھا اور پار سرکار انگریزی کی حفاظت
میں اس کارروائی سے ۲۵ اگست ۱۸۰۹ء کے عہدنامہ کی خلاف ورزی
ہوئی جس کی وجہ سے سرکاری فوج بلا توقف اس تصرف کے روک تھام
کرنے کے لئے تیار کردی گئی۔ رنجیت سنگھ نے اپنے عہدہ دار دیسا سنگھ کی
اس حرکت کو مستحسن نہ سمجھا اور اسے حکم دیا کہ کپتان راس صاحب بہادر
افسر سرحد کوہستان کی خدمت میں حاضر ہوکر عذر خواہی کرے۔ یہ عذر خواہی
فوراً منظور ہوگئی لیکن صاحب موصوف اور دیسا سنگھ کی درحقیقت ایسے

میں سے تھا اور جس کے قبضے میں ضلع گورداسپور کا بہت سا علاقہ تھا ذیلدار ہوگیا۔ نودھ سنگھ نے ۲۵۰۰ روپیہ کی جاگیر جس میں دو چاہات موضع مجیٹھ کے تھے حاصل کی اور سنہ ۱۷۸۸ء میں دیسا سنگھ نامی ایک لڑکا جو اُس وقت بیس سال کی عمر کا تھا چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ اس نوجوان آدمی نے اپنے باپ کی جاگیر حاصل کی اور سنہ ۱۸۰۹ء تک سرداران بھاگا کی ملازمت میں رہا مگر جبکہ اسی سال میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سردار بدھ سنگھ بھاگا کی جس نے کانگڑے کی مہم میں رسد فراہم نہ کی تھی جاگیر کے ضبط کرنے کے لئے مجیٹھ اور دھرم کوٹ پر چڑھائی کی تو دیسا سنگھ نے جو اپنے وقت میں بڑا دانا تھا یہ دیکھکر کہ مقابلہ نہیں ہوسکتا اور نیز اس وجہ سے کہ بدھ سنگھ سے اس کو کچھ اُنس نہ تھا مہاراجہ کی طرف چلا گیا جس نے اس کی بڑی آؤبھگت کی اور جب بدھ سنگھ خارج ہوگیا تو اُس کو سکل گڑھ اور بھاگووال کی جاگیریں دیں جو کئی سال تک جاگیر بھاگا کا حصہ رہی تھیں۔

سردار دیسا سنگھ رنجیت سنگھ کے ہمراہ کانگڑے کی مہم پر گیا جہاں راجہ سنسار چند کٹوچ نے امر چند تھاپہ کے ماتحت گورکھوں کو نکال دینے کے لئے مہاراجہ سے مدد مانگی تھی۔ سنسار چند کو اس مہم کے موقع پر دوست دشمن میں تمیز کرنی مشکل ہوگئی ہوگی کیونکہ رنجیت سنگھ نے گورکھوں کو نکالنے کے بعد قلعہ پر جو وادیِ کانگڑہ کی گویا کنجی تھا خود تصرف کر لیا اور دیسا سنگھ کو اس کا حاکم مقرر کردیا۔ سردار مذکور کانگڑہ۔ چمبہ۔ نورپور۔ کوٹلہ۔ شاہپور۔ جسروٹہ۔ بسوہلی۔ مانکوٹ۔ جسوان۔ سیبہ۔ گولیر۔ کہلور۔ منڈی۔ سکیت۔ کلو اور دا تارپور کی پہاڑی ریاستوں کا ناظم بھی بنایا گیا۔ سنہ ۱۸۱۱ء میں سردار دیسا سنگھ نے کوٹلہ کے قلعے پر جو کانگڑہ اور نورپور

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
SL

مرحوم سردار گجندر سنگھ مجیٹھیہ

نودھ سنگھ
(وفات ۱۷۸۵ء)

سردار دیسا سنگھ
(وفات ۱۸۳۲ء)

۳	۲	۱
سردار رنجودھ سنگھ (وفات ۱۸۷۲ء)	سردار گوجر سنگھ (وفات ۱۸۳۷ء)	سردار لہنا سنگھ (وفات ۱۸۵۴ء)
سردار گجندر سنگھ (وفات ۱۹۰۸ء)		سردار دیال سنگھ (وفات ۱۸۹۸ء)

موضع مجیٹھہ کے نام سے جو شہر امرتسر سے دس میل شمال میں واقع ہے پنجاب کا ایک نہایت ممتاز خاندان موسوم ہوا ہے۔ مجیٹھیہ خاندان کی تین شاخیں ہیں جن کے بزرگ سرداران گجندر سنگھ۔ امراؤ سنگھ اور مہتاب سنگھ ہیں۔ ان سرداران میں دُور کی رشتہ داری ہے اور ان کے خاندانوں کی تواریخ بالکل الگ الگ ہے۔ سردار گجندر سنگھ اور سردار مہتاب سنگھ پانچویں پشت میں بھائی تھے مگر امراؤ سنگھ بہت دُور کا رشتے دار ہے اگر ان تینوں مجیٹھیہ سرداروں کے شجرے ملائے جائیں تو گزشتہ ۱۴ پشتوں کے بعد ان کا ایک ہی مورث اعلےٰ ہے ٭

بحیثیت رُتبہ اور رسُوخ کے سردار گجندر سنگھ کا خاندان تینوں میں افضل ہے۔ اس کا پڑدادا نودھ سنگھ قوم جاٹ شیرگل کا ایک معزز زمیندار تھا۔ نودھ سنگھ نے اپنی بہن کی شادی سردار امر سنگھ بھاگا سے جو دھرم کوٹ بھاگا کا زبردست رئیس تھا کر دی اور اپنے بہنوئی کا جو کنھیا مسل

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

نے کیمبرج میں تعلیم پائی اور ۱۹۰۱ء میں بیرسٹر ہو کر آیا۔ یہ اُس وقت سے لے کر اب تک لاہور میں کام کرتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کا فیلو ہے اور اس حیثیت سے ایکس افشیو ڈویژنل درباری ہے۔ اس کے اور اسکے بھائی کے قبضے میں مُدکی کے مُتصل موضع مُدکی کا نصف حصہ ہے نیز کچھ جائداد شہر امرتسر میں ہے۔ ان دونوں بھائیوں کی شادیاں امرتسر۔ گورداسپور اور لاہور کے بڑے اعلےٰ سکھ خاندانوں میں ہوئی ہیں ✤

سندھانوالیہ خاندان کے اکثر افراد کے پاس تھوڑی تھوڑی اراضیات اور مکانات راجہ سانسی کے ہیں۔ ان کا اب موضع سندھانوالہ سے جس سے کہ خاندان کا نام مشہور ہے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ موضع ضلع سیالکوٹ میں وزیرآباد سے قریباً چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے ✤

گورکھ سنگھ کے بیٹوں فتح سنگھ۔ شام سنگھ۔ شیر سنگھ اور بھگیل سنگھ کی اولاد ابھی تک زندہ ہے۔ ان میں سے کئی فوج میں خاص کر دسویں (ہاڈسن صاحب کا رسالہ) یعنی اُس رسالہ میں جس کے لئے موجودہ سردار کے دادا شمشیر سنگھ نے ۱۸۵۷ء میں ایک ترپ بھرتی کیا تھا نوکر ہیں یا رہ چکے ہیں ✤

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

GSL

مقرر کیا گیا اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا - ۱۸۷۱ء میں شمشیر سنگھ کی وفات
پر بخشیش سنگھ کی جاگیر کا منیجر مقرر ہوا - ۱۸۷۷ء میں یہ پنجاب کمیشن میں
پھر داخل ہوا مگر ہمیشہ اس کو روپیہ پیسے کی تکلیف رہی - ۱۸۸۵ء میں
وہ انگلستان گیا اور وہاں نو مہینے تک مہاراجہ دلیپ سنگھ کا مہمان رہا -
۱۸۸۶ء میں ہندوستان واپس آنے کے تھوڑی مدت بعد وہ اپنے
تین بیٹوں گورچرن سنگھ - نرندر سنگھ اور گوردت سنگھ سمیت پانڈی چری
چلا گیا جہاں دسمبر ۱۸۸۷ء میں فوت ہو گیا - اس کے پنجاب چھوڑنے پر
اس کی جاگیر ضبط ہو گئی اور اس کی زمین واقع راجہ سانسی اسکے قرضے
اُتارنے کے لئے بیچ دی گئی - اُس کے لڑکوں کو چند سال بعد برٹش انڈیا
میں آنے کی اجازت ہو گئی اور اُن کو تھوڑی تھوڑی پولیٹکل پنشنیں عطا
کی گئیں - سب سے بڑا لڑکا گورچرن سنگھ سٹیچوٹری سویلین مقرر کیا گیا اور
پانڈی چری چل دینے کے وقت پنجاب میں اسسٹنٹ کمشنر تھا - ۱۸۹۹ء
میں اس نے راجہ ناہن کے ہاں ملازمت کر لی اور اب ریاست میں ڈسٹرکٹ جج
ہے - نرندر سنگھ اپنے خسر کے پاس ضلع میرٹھ میں رہتا ہے اور گوردت سنگھ
مانانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں قیام پذیر ہے *

گورمکھ سنگھ کے بیٹے کاہن سنگھ کا اپنے خوبصورت چہرے اور
عمدہ لباس کی وجہ سے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے "بانکا" نام رکھا تھا - وہ
بنوں میں خدمات کرتا ہوا دغاباز نوکروں کے ہاتھ سے مارا گیا - اس کا بیٹا
بسنت سنگھ اپنے باپ کی وفات کے وقت سات سال کا بچہ تھا اور اسکی
دلیپ سنگھ کے ساتھ تربیت کی گئی تھی - وہ ۶۰۰ روپیہ سالانہ پنشن پاتا
تھا جو ۱۸۹۷ء میں اس کی وفات پر ضبط ہو گئی - اس کے بیٹے گورچرن سنگھ

CSL

میں راجہ فرید کوٹ کی چچا کی لڑکی سے دوسری شادی ہوئی ۱۸۶۶ء میں
سکریٹری آف سٹیٹ نے اُن جاگیروں کا جو لارڈ کیننگ نے سرداران شمشیر سنگھ
تیج سنگھ اور بھگوان سنگھ کو دی تھیں علے الدوام رہنا منظور فرمایا شمشیر سنگھ
کی جاگیر میں ۲۹ مواضعات تھے جن کا مالیہ ۳۰۲۷۶ روپیہ تھا یا اگر زیادہ
صحت کے ساتھ بیان کیا جائے تو ۳۰۶۱۳ روپیہ تھا کیونکہ سردار کو اجازت
تھی کہ وہ مالیہ جنس میں وصول کیا کرے - اس جاگیر کا دو تہائی حصہ بخشیش سنگھ
کے نام ہوا جس کا مالیہ ۲۱۳۰۰ روپیہ تھا - مزید برآں سردار ۶۰۰۰ روپیہ
سالانہ آبیانے کا لیتا تھا اور مفصلۂ ذیل اراضیات کا مالک تھا - ۱۳۹۵
گھماؤں اراضی راجہ سانسی کی - ۵۵۸ گھماؤں تلانگل کی اور ۱۰۰ گھماؤں
دادو پور کی - علاوہ ازیں اس کے لاہور - گورداسپور - سیالکوٹ - بٹالہ اور
ترنتارن میں باغات اور مکانات تھے - ۱۸۹۰ء میں سردار بخشیش سنگھ
کو مجسٹریٹی اختیارات دیئے گئے - وہ اجنالہ لوکل بورڈ کا ممبر اور پراونشل
درباری تھا - اس کا اور اس کے جانشینوں کا نسلاً بعد نسلٍ خطاب سردار
تھا وہ ۱۹۰۶ء میں فوت ہوا اور اس کی جگہ اس کا اکلوتا بیٹا رگھبیر سنگھ
جو متوفی مہاراجہ بھرتپور (راجپوتانہ) کی لڑکی سے بیاہا ہوا ہے سندھانوالیوں
کا بزرگ ہوا اور اس نے بخشیش سنگھ کی تمام اراضیات اور جاگیرات حاصل
کیں - رگھبیر سنگھ پراونشل درباری بنایا گیا ہے اور اسے خطاب سردار
دیا گیا ہے - اس کے قبضے میں اس کی علے الدوام جاگیر کے علاوہ جو
۲۸۵۹۷ روپیہ مالیت کی ہے اضلاع امرتسر - لاہور اور سیالکوٹ کی
۳۹۲۰ کنال اراضی ہے ٭

لہنا سنگھ کا بیٹا سردار ٹھاکر سنگھ ۱۸۶۵ء میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

پہنچتی تھی - یہ جاگیر کہار سنگھ کی وفات پر جو فروری ۱۸۶۴ء کو واقع ہوئی ضبط ہو گئی - اس کی زندگی اس کی بے اعتدالیوں کی عادات نے بہت کم کر دی - اس کی جاگیر ایک عرصے تک اس کے قرض خواہوں کے ہاتھ میں رہی اور یہ اُس آمدنی پر ہی گزارہ کرتا رہا جو اُسے وہ عدالت دلاتی رہی جس نے اُس کا دیوالیہ ہونا منظور کیا تھا +

لہنا سنگھ کے دو بیٹوں پرتاب سنگھ اور ٹھاکر سنگھ کو بھی ان کی ذاتی جاگیریں مستقل طور پر دی گئیں - یہ اس قدر نو عمر تھے کہ ان کا ۱۸۴۸-۴۹ء کی بغاوت میں کوئی تعلق نہیں ہو سکتا تھا - پرتاب سنگھ ۱۸۵۶ء میں لاولد فوت ہوا اور اس کی ۱۰۵۶۵ روپیہ کی جاگیر ضبط ہو گئی - ٹھاکر سنگھ کے قبضے میں ۵۵۶۵ روپیہ کی جاگیر تھی جس میں سے ایک چوتھائی علے الدوام تھی - سردار بساوا سنگھ کا بیٹا سردار رگھوودھ سنگھ اچھے چال چلن کا آدمی نہ تھا اس کے پاس ۱۵۸۴۰ روپیہ کی جاگیر تھی جس میں سے ایک تہائی یعنی ۵۲۸۰ روپیہ کی علے الدوام تھی - یہ جون ۱۸۶۴ء میں ایک لڑکا رندیر سنگھ چھوڑ کر فوت ہوا - سردار شمشیر سنگھ راجہ سانسی میں رہا کرتا تھا جو امرتسر سے ۵ میل کے فاصلے پر شمال کی طرف ہے - اس کا انتقال ۱۸۷۱ء میں ہوا اور اس کا متبنے بیٹا سردار بخشیش سنگھ جانشین ہوا جو اس وقت نابالغ ہونے کی وجہ سے ڈسٹرکٹ کورٹ کا وارڈ بنایا گیا - اس کے باپ ٹھاکر سنگھ کو منیجر بنا کے راجہ سانسی کے حدود کے اندر اندر مجسٹریٹی اختیارات دیے گئے - جو ۱۸۷۶ء میں واپس لے لئے گئے +

۱۸۸۴ء میں سردار بخشیش سنگھ بالغ ہوا - ۱۸۷۵ء میں اسکی شادی سردار پرتاب سنگھ مجیٹھئے کی جو اب مر گیا ہے لڑکی سے ہوئی اور ۱۸۸۳ء

ملتان سے واپس آنے کے بعد اس نے رام سنگھ پسر شام داس وزیر نورپور کی جو علانیہ طور پر باغی ہو گیا تھا کارروائیوں کی خبریں بہم پہنچا کر جنرل وھیلر صاحب بہادر کی بڑی اچھی امداد کی ۔

الحاق کے بعد سردار شمشیر سنگھ کی ذاتی جاگیریں جن کی آمدنی ۴۰۲۵۰ روپیہ سالانہ تھی حین حیات کے لئے واگزار کی گئیں جن میں ایک چوتھائی اولادِ نرینہ کے لئے علی الدوام قرار پائی۔ اس کی وہ جاگیر جو خدمات کے عوض ملی ہوئی تھی اور ۳۰۲۵۰ روپیہ کی تھی ضبط ہو گئی ۔ دوران غدر ۱۸۵۷ء میں شمشیر سنگھ نے ۱۲۵ سواروں کا ایک ترپ بھرتی کیا جو ہاڈسن صاحب کے رسالے کا جو اب نواں دسواں بنگال رسالہ ہے ایک حصہ بنا۔ فروری ۱۸۶۲ء میں اس کو اپنی جاگیر کا مجسٹریٹ بنایا گیا۔ اسی وقت کے قریب قریب اسکی جاگیر کا وہ حصہ جو اس کے ورثا کو بطور علی الدوام ملنا تھا ایک چوتھائی سے بڑھا کر دو تہائی کر دیا گیا۔ سردار شمشیر کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی مگر اس نے اپنے چچیرے بھائی ٹھاکر سنگھ کے دوسرے بیٹے بخشیش سنگھ کو متبنٰے کر لیا تھا ۔

سردار عطر سنگھ کی وفات پر اس کا بیٹا کہار سنگھ خاندان کا بزرگ ہوا مگر یہ سردار قابل آدمی نہ تھا۔ اس کی بہت فضول خرچی کی عادتوں کی وجہ سے اس کے پاس ایسے آدمی موجود رہتے تھے جو اس کی بیوقوفی کی وجہ سے امیر بن گئے ۔ ملتان میں جہاں اس نے اپنے چچیرے بھائی کے ساتھ خدمات کیں گورنمنٹ کا اُسی کی دیکھا دیکھی خیر خواہ رہا کیونکہ اسکی اپنی کوئی مرضی یا رائے نہیں تھی۔ الحاق پر اس کی ۲۰۰۰۰ کی ذاتی جاگیر اسکے نام بحال رہی جس میں سے ایک چوتھائی اس کی اولادِ نرینہ کو

حاصل کیں۔ سردار شیر سنگھ کو پشاور سے واپس بُلا کر فوج آئین کے بریگیڈ کا افسر بنا دیا گیا جس پر وہ ستلج کی ۱۸۴۵ و ۱۸۴۶ء کی لڑائی کے دوران میں کمان کرتا رہا۔ دسمبر ۱۸۴۶ء میں اسے کونسل آف ریجنسی کا ممبر بنایا گیا۔ فروری ۱۸۴۸ء میں رزیڈنٹ لاہور نے شمشیر سنگھ کو سول اور فوجی عملوں کا افسر کر کے امرتسر کے پاس کے علاقے میں جو مانجھا کہلاتا ہے تعینات کیا۔ اس علاقے میں قزاقوں کا زور تھا جن میں سے زیادہ تعداد برطرف کردہ سپاہیوں کی تھی۔ سردار مذکور نے لیاقت سے کام کر کے وہاں کسی قدر امن قائم کیا۔ اس سے کچھ عرصہ پہلے وہ تھوڑے سے زمانے کے لیے لفٹنٹ ایڈورڈز کے ساتھ مارٹی والا اور موکل سواروں کا افسر ہو کر خدمت کرتا رہا تھا۔ جب دیوان مولراج ملتان والے نے استعفا دیا تو ناظم کی جگہ شمشیر سنگھ کو دی جانی تجویز ہوئی مگر یہ اُس کو منظور کرنے پر آمادہ معلوم نہ ہوا اس وجہ سے عہدۂ مذکور سردار کاہن سنگھ مان کو مل گیا۔ بلوہ ہونے پر شمشیر سنگھ سکھ فوج کے ایک حصے کا افسر بنا کر ملتان بھیجا گیا۔ اُس نے میجر ایڈورڈز صاحب بہادر کو فوج کے بُرے ارادوں سے آگاہ کر دیا اور حتے الوسع خود کوشش کی کہ وہ سرکار کی خیر خواہ رہے۔ آخر کار وہ بغاوت اس کی بے خبری میں ہو گئی اور راجہ شیر سنگھ اٹاری والا اسے ملتان لے گیا جہاں اس نے بھرے دربار میں باغیوں کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دیا اور ظاہر کیا کہ مہاراجہ کے سوا کسی کا تابع نہیں ہے۔ دوسری صبح یعنی ۱۵ ستمبر ۱۸۴۸ء کو وہ شیر سنگھ کے کیمپ سے اپنے خیمے اور ہاتھی پیچھے چھوڑ کر پیادہ پا بھاگ آیا۔ راستے میں دو مفسدوں نے اسے گھیر لیا مگر اس نے ایک کو گولی سے مار دیا اور دوسرا بھاگ گیا۔

ضلع امرتسر

CSL

پنجاب میں آنے کی ترغیب دے۔ اس وقت شہزادگان کشمیرا سنگھ اور پشاورا سنگھ باوا بیر سنگھ کے پاس گئے اور ہیرا سنگھ کو امید تھی (کہ وہ ان جعلی چٹھیوں کے ذریعے سے تینوں کو ورغلا کر) ایک ہی دفعہ تہ تیغ کر دیگا۔ عطر سنگھ اور باوا دونوں دھوکے میں آ گئے۔ اوّل الذکر اپنی فوج سمیت ستلج پار ہو کر باوا کے کیمپ میں آگیا۔ فوج سکھ نے متبرک گورو کے ساتھ لڑنے سے انکار کر دیا اس لئے ہیرا سنگھ کو مزید فریب کرنا پڑا۔ اس نے فوج کو یقین دلا دیا کہ عطر سنگھ سرکار انگریزی کے ساتھ مل گیا ہے جو اَب ستلج پار ہو کر پنجاب لے لینے کے لئے تیار ہے اور یہ کہ اگر فوج باوا کے مقابلے کے لئے کوچ کریگی تو غالباً وہ بغیر کسی قسم کا مقابلہ کئے ابن روے ستلج کی ریاستوں میں چلا جائیگا اس طرح فوج دھوکے میں آ کر لاہور سے روانہ ہوئی پھر جو کچھ پیش آیا وہ ہیرا سنگھ کی توقع کے عین موافق تھا یعنی فریب سے ایک فساد برپا کیا گیا اور پیشتر اس کے کہ سکھوں کی فوج کو معلوم ہو کہ وہ کیا کر رہے ہیں سندھانوالیوں کی فوج کے ساتھ پوری طرح لڑائی میں مصروف تھے۔ باوا کے لشکر پر حملہ ہو گیا اور وہ لڑائی میں توپ کے ایک گولے سے مارا گیا۔ کشمیرا سنگھ بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا اور عطر سنگھ کو سردار گلاب سنگھ کلکتیئے نے گولی سے ہلاک کر دیا۔ اس کی موت مئی ۱۸۴۴ء میں واقع ہوئی ۞

سات مہینے بعد ہیرا سنگھ خود بھی قتل ہو گیا اور جواہر سنگھ رانی جنداں کے شرابی بھائی نے جو اس کی جگہ وزیر ہوا سندھانوالیوں کو جلاوطنی سے واپس بلا لیا اور ان کی تمام جاگیریں بحال کر دینے کا وعدہ کیا۔ مارچ ۱۸۴۵ء میں انہوں نے پرانی جاگیروں میں سے ۱۷۶۰۰۰ مالیت کی جاگیریں